رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دُور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دلکی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

بعہد خلافت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کی

فاروق

ایڈیٹر پروپرائٹر علی اجرہ قائم مقامی

جلد ۶ جنوری ۱۹۱۶ء مطابق ۲۹ صفر ۱۳۳۴ھ پنجشنبہ قادیان دارالامان نمبر ۱۳

احمدیہ جماعت کے عقائد

(۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اسکی ذات یا اسکی صفات یا اسکے اسماء یا اسکی عبادت میں نہ اس کا شریک ہے نہ شریک ہوسکتا ہے۔ (۲) ملائکہ کا وجود برحق ہے۔ (۳) خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے انپر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں اُن پر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔ (۴) ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارے نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں (۵) الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہے گا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی جیسا وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ (۶) ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دُعاؤں کو سُنتا اور قبول کرتا ہے اور دُعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہوسکتے ہیں (۷) بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شفیع ہونگے۔ (۸) ہمارا یقین ہے کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن کریم نے سورۂ جمعہ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ الخ میں جسکی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے اور جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہیں اور آپ کے سوا کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں۔ (۹) ہمارا یقین ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے جسکے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں اور آپ کے بعد کوئی شخص خواہ آپکی کامل اطاعت اور آپکی شاگردی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے تو الگ رہے مومن بھی نہیں ہوسکتا۔ پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ اس امت کی اصلاح کے لئے کوئی شخص پہلے نبیوں سے دوبارہ اس دُنیا میں بھیجا جائے کیونکہ اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں کہ اپنی امت کی خود اصلاح کر سکیں اور دجالی فتنہ کو دُور کر سکیں؟ پس کیا ضرورت ہے جو دوسرے نبی کو مدد کے لئے بلایا جائے۔ لہٰذا ہمارا یقین ہے کہ آنحضرتؐ کی ہی امت میں سے آپ کے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پاسکتا ہے۔ اور آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو کوئی نئی کتاب لائے یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نہ بناوٹی نہ پرانا۔ کیونکہ ایسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی ہتک ہے اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نبی اللہ کہکر یاد فرمایا ہے جسکے مطابق ہمارا ایمان ہے کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعود) نے اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں درجہ نبوت حاصل کیا ہے۔ (۱۰) ہم معجزات انبیاء کے قائل ہیں جن کا اصل نام قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق آیات اللہ ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کے لئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں۔ (۱۱) مثیل موسیٰ یعنے رسول کریم صلعم موسیٰ سے افضل اور مثیل مسیح یعنے مسیح موعود مسیح سے افضل ہے (۱۲) مسیح موعود کے انکار کا وہی نتیجہ ہے جو دوسرے انبیاء کے انکار کا ہوا +

ہدایات (۱) غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے (۲) غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ (۳) غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی منع ہے (۴) خلیفہ وقت کی بیعت ضروری ہے۔ (۵) ضروریات سلسلہ کیلئے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے۔ (۶) سلسلہ کا مرکز مدینۃ المسیح قادیان ہے +

الفاظ بیعت حضرت خلیفۃ ثانی

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۲ بار) میں آج محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ شرک نہیں کرونگا۔ دین کو دُنیا پر مقدم رکھونگا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہونگا۔ قرآن کریم اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہونگا۔ تبلیغ اسلام کو اپنا اعلیٰ فرض سمجھ کر کرونگا۔ جو نیک کام تم مجھے بتاؤ گے انپر ہر طرح تمہارا فرمانبردار رہونگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا۔ اور حضرت مسیح موعود کے سب دعاوی پر ایمان رکھونگا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ ۳ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۳ بار۔ اے میرے رب میرے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین +

اور بعد ازاں دُعا کرتے ہیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی برنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ایم قاسم علی پبلشر کے لئے چھپکر شائع ہوا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تختِ گاہ خلافت

ایوانِ خلافت حضرت سیدنا فضل عمرؓ خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے ایام جلسہ میں موردِ انفضال الٰہی رہی اور تا ایندم حضور کی صحت اچھی ہے مسجد اقصیٰ میں بعد عصر اور مستورات میں بوقتِ صبح درس روزانہ فرماتے رہے جلسہ پر جو مستورات جمع ہوئی تھیں انہیں بھی حضور نے تقریریں کیں اور کثیر التعداد عورتوں نے بیعت کی ✣

خاندانِ رسالت حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا ۲۵- دسمبر کو مع الخیر لاہور سے جہاں ایک رشتہ دار کی شادی پر تشریف لیگئی تھیں واپس تشریف لائیں اور اپنی خادم مستورات کی جو جلسہ پر آئی تھیں نہایت محبت اور عمدگی سے مہمان نوازی میں مشغول رہیں اللہ تعالیٰ اس وجود باجود کو دیر تک سلامت رکھے۔ آمین ✣

خلافت اولےٰ میں خیریت ہے ایام جلسہ میں بہت سی مستورات حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے مکان میں ٹھہرائی گئیں تھیں جہاں پر انکی مہمان نوازی بھی قابل تحسین ہوئی ✣

سیٹھ عبداللہ سکندر آباد دکن کے معزز تاجر سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب (جو خدا کے فضل سے شیخ رحمۃ اللہ صاحب مالک انگلش ویر ہوس لاہور کا نعم البدل ہیں) یکم جنوری ۱۹۱۶ء کو واپس تشریف لے گئے۔ سیٹھ صاحب موصوف کو رخصت کرنے کے واسطے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ دور تک ہمراہ گئے سیٹھ نہایت ذکی فہیم اور متقی نیک طبع سلیم الفطرت انسان ہیں اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ پر دل و جان سے قربان ہیں۔ کچھ عرصہ سے سیٹھ صاحب کی سماعت میں کمی ہو گئی ہے قادیان آکر خدا کے فضل سے اس کمی میں بہت کمی ہو گئی۔ احباب دردِ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سیٹھ صاحب کو صحت کلی عطا فرمائے اور کانوں کی باقیماندہ مرض بھی جلد دور فرماوے۔ آمین

چند نئی کتابیں "الفارق" مسائل اختلافیہ فیما بین مبائعین و غیر مبائعین پر یہ رسالہ نہایت زبردست فیصلہ ہے جسکو مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب سلمہ الرحمٰن نے ماہ دسمبر میں تصنیف کر کے جلسہ پر شائع کیا ہر ایک مبائع کو یہ رسالہ پڑھنا اور یاد رکھنا ضروری ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۲- ر مصنف ممدوح سے ملتا ہے ✣

انتخاب خلافت منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے یہ کتاب لکھ کر دارالامان میں چھپوائی اور جلسہ پر بھی احباب کو مفت تقسیم کرائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

تین انگریز یکم جنوری سنہ حال کو تین یورو پین مسٹر والٹر سکرٹری آل انڈیا ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن و مسٹر لوکس وائس پرنسپل مشن کالج لاہور و مسٹر ہیوم پروفیسر مشن کالج لاہور چار بجے بوقت عصر تشریف لائے اور مولوی سید اختر علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس چھیہرہ کے نئے مکان میں جو دارالعلوم کے قریب تعمیر ہوا ہے اُتارے گئے۔ ۲- جنوری کو برائے ملاقات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی آئے۔ پہلے دفتر محاسب و سکرٹری میں گئے پھر بورڈنگ احمدیہ سکول کو دیکھا سکول میں عربی پڑھتے ہوئے طالب علموں کا معائنہ کیا پھر ترقی اسلام کے دفتر میں گئے اور دو پارے ترجمہ انگریزی کے خریدے وہاں سے دفتر میگزین کی لائبریری دیکھی اور ۱۱ بجے ملاقات کے واسطے گول کمرہ میں گئے جہاں پر حضور تحریر و تصنیف کا کام کرتے ہیں۔ خاص احباب کو حضور نے حاضر ہونیکی اجازت دی تھی۔ کیونکہ صاحبان موصوف نے عام جلسہ میں بات چیت کرنیسے معذرت کی تھی۔ پہلی ملاقات ڈیڑھ بجے تک رہی جسمیں مختلف سوالات کر کے جواب پاتے رہے اس ملاقات میں مسٹر والٹر صاحب سائل تھے جو انگریزی میں سوال کرتے تھے اور حضور اردو میں جواب دیتے تھے۔ اس مکالمہ کے لئے ترجمان ماسٹر عبدالحق صاحب بی اے اور پھر مفتی صادق صاحب تھے۔ اس ملاقات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی اور قبر مسیح ناصری و صداقت قرآن مجید و نجات غیر احمدیاں و غیر مبائعین کے متعلق سوال و جواب ہوئے کسی خاص مسئلہ پر گفتگو نہ تھی۔ مسٹر والٹر صاحب کبھی کچھ کبھی کچھ سوال کرتے تھے حضور ہی سوال کا جواب فرماتے رہے۔ دوسری ملاقات بعد نماز ظہر ہوئی۔ جو انشاء اللہ آیندہ شائع ہوگی ✣

مقبرہ بہشتی ۶۲ سے زیادہ قبروں پر کتبے نہیں تھے حسب ایماء حضرت خلیفۃ وقت صرف پانچ روز میں تمام کتبے لگائے گئے اور نام لکھے گئے۔ جنوری سے افسر مقبرہ بہشتی مولانا محمد سرور شاہ صاحب۔ اور افسر بیت المال بجائے خلیفہ رشید الدین صاحب کے میر محمد اسحٰق صاحب اور امین بجائے مولوی شیر علی صاحب کے بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب مقرر ہوئے ✣

نظم

جو مولوی علی احمد صاحب حقانی نے ۲۶ دسمبر ۱۵ء کے اجلاس میں پڑھی

جلوہ فرما ہے محمد احمد مختار میں
دو مزے آنکھوں نے پائے اک تیرے دیدار میں
دھوپ کا ہی روپ ہے اور دھوپ ہیں گم چاندنی
گشتہ دلدار جیتا ہے ہوائے یار میں

وہ جو ملا مجھ کو اچھی تھے تیرہ سو برس
اولیں سو آخریں سو ان کے بھاگ دل گئے
آگیا محبوب حقانی وہ دیکھو آگیا
حسن عشق انگیز کے گلہائے تازہ دلستاں
راہزن تھے رہبر اور راہرو حیران تھے
جہل کی ظلمت میں تھا قرآن کا آب حیات
گھٹ گئے نور اور بڑھے ظلمت ہوئے ہی تھے تمام
افترا نصرانیت کے اور دجل دجال کے
تیز آتا اک قیامت تھا کہ مُردے جی اُٹھے
کٹ گئے اعجاز سے تحریر کے تیرے عدو
تُو نے دکھلایا کہ ہی خود زندگی میں بازیافت
تیری آنکھوں سے نظر آیا ہمیں حُسن ازل
ہے محمدؐ سے بھی بیگانہ ترا آشنا
کشتۂ غیرت ہو دشمن ہے شہید ناز دوست
پھونک کر الامار کر دشمن عداوت نے تری
کھا کے پتھر بھی نہ روگرداں ہوا عبد اللطیف
جسنے جانا تجھ کو پہچانا محمدؐ کو وہی
تیرے سائے میں پڑا اور بڑھ کے ہیرا بن گیا
ابر رحمت بنکے برسا تیرا جمعہ و بشیر
ارشس میں ہندسی پہنچا محمدؐ کا غلام
کشور دل ملک مغرب میں ہوئی جاتی ہے فتح
اک لڑائی خیر و شر کی اور بھی دنیا میں ہے
جنگ ہی آبِ ہوا ہیں زندگی دشوار ہے
کھول اٹھا اس جنگ کی گرمی سے بحر محیط
فتح ہو برطانیہ کی اور لڑائی دُور ہو
راج میں امن و اماں کے دین و ایماں پھیل جائے
وقت موعود آگیا اور عہد محمودؐ آگیا
ایکدل و یکجان ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں احمدی
بھول جائیں عشق دُنیا یار کا ہو ایک
عشق ہو مسلک ہمارا۔ دُور ہو ہم سے ہوس
آدمیت کا ادب کھو دیکھ لے جاتی رہی
وہ جو ہیں لاہور میں مستکبر ان بے ادب
آسماں پر خاک ناپاکوں نے جو ڈالی ہے آج
تھوکتے ہیں چاند پر وہ۔ وہ جو ہے بیٹوں کا چاند
استعاذہ ان سے کر قرآنی اور شیطان سے
جاں نثاری کو ہیں سب حاضر ترے دربار میں
رحمتِ حق جوش پر ہے ابرِ گوہر بار میں
دھوم جسکے حُسن کی تھی کوچہ و بازار میں
عشق حسن آفروز کے بلبل نئے گلزار میں
جادۂ اسلام گم تھا وادیٔ پُرخار میں
زندگی باقی نہ تھی اسلام کے بیمار میں
کچھ مسلماں نہیں کفر۔ اسلام کچھ کفار میں
سب مصائب آپڑے۔ آئے جو ہیں آثار میں
ہو گئے پامال سب فتنے تری رفتار میں
بات تھی رُوح القدس کی سی تری گفتار میں
یار کو پاتے ہیں کھوئے جاتے ہیں جو یار میں
ہم رہ و رسم محبت سیکھے تیرے پیار میں
احمدی کو بار مل جاتا ہے اس دربار میں
واسطے دونوں کے جوہر ہیں تیری تلوار میں
بدزبانی کی بڑی بدبُو تھی اس مُردار میں
جاں شیریں دی مزے سے کوچۂ دلدار میں
فرق ہے اس معرفت کا کافر و دیندار میں
نور حق روشن ہوا تیرے در و دیوار میں
فیض کی جھڑیاں لگیں بنگال و مالابار میں
جیسے بارش آئے بادِ مسکی کی دھار میں
صلح پرور جنگ ہی دیندار و دنیا دار میں
یا وفا برطانیا میں جو من غدار میں
ہڈیاں ٹوٹی ہیں دم باقی نہیں کہسار میں
برِ اعظم جل رہا ہے آتشِ پیکار میں
راج ہے امن و اماں کا بس اسی سرکار میں
دھوپ جیسے پھیلتی ہے وادیٔ کہسار میں
اے خدا اب دیر کیا ہے دین کے اظہار میں
حشر سا کر دیں بپا اک دم کے کاروبار میں
آگ سی لگجائے گر دی دیں کے ہو بازار میں
ہم حسد میں مبتلا ہوں اور نہ استکبار میں
آبروئے ابلیس کی آدمؑ کے استحقار میں
یار سے کٹ کر رہے ہیں بدنصیب اغیار میں
کل پڑی پاؤ گے خود انکے سر و دستار میں
دیکھنا کیا منہ نہیں گر انکے کل پچھکار میں
نام لے اللہ کا شاغل ہو استغفار میں

ہاتھ پر کا سادھا قا
لب پہ ساقی کے ہنسی
سر خوشی میں لوٹ خاک پاک پائے یار میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۶ جنوری ۱۹۱۶ء

مختصر رپورٹ سالانہ جلسہ جماعتِ احمدیہ

دُعا و تعداد حاضرین

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا سالانہ جلسہ نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ باوجود اس کے کہ آجکل جنگ اور قحط کی وجہ سے کاروبار پر ایک خاص اثر ہے اور موسمی بخار بھی بہت ہی پھیلا ہوا ہے۔ مگر پھر بھی باہر سے آنیوالے دوستوں کی کم از کم تعداد جو دفتر خوراک اور دیگر ذرائع سے نہایت احتیاط کے ساتھ اندازہ لگائی جاسکی ہے وہ ساڑھے تین ہزار ہے خواتین بھی تین سو کے قریب بیرونجات سے تشریف لائی تھیں اور ارد گرد کے گاؤں کی تعداد اگر ملائی جائے تو چار سو تک پہنچتی ہے۔ الغرض خدا تعالیٰ کی وحی یاتون من کل فج عمیق کی تصدیق اور سیدنا فضل عمرؓ ایدہ اللہ نصرہ کی زیر دست روحانیت اور جذبۂ کامل کا ثبوت موجود تھا۔ اور ان نااہلوں کے سینے جل جلکر کباب ہو رہے تھے۔ جو ابرہہ کی وراثت کے حامل ارض حرم کی رونق کو کم کرنے میں اپنی مقدور بھر کوشش کر چکے تھے۔ حضرت خلیفۂ وقت کے لکچروں میں چار سو اچار ہزار کا مجمع ہوتا تھا +

انتظام جلسہ

جلسہ کا انتظام سہولیت کے لئے بارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ (۱) عام نگرانی۔ (۲) استقبال بٹالہ۔ (۳) انتظام مکانات (۴) روشنی۔ (۵) پانی۔ (۶) صفائی۔ (۷) سٹور۔ (۸) انتظام تنور و دیگ۔ (۹) تقسیم روٹی۔ (۱۰) تقسیم سالن (۱۱) اجرائے پرچہ خوراک۔ (۱۲) خوراک بیماراں (پرہیزی) +

ان تمام خدمات پر جو احباب مقرر ہوئے تھے انھوں نے بہ اعانت طلبائے مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول نہایت عمدگی و اخلاص سے کام کیا۔ صاحبزادگان والاتبار حضرت مرزا بشیر احمد صاحب و مرزا شریف احمد صاحب نے اپنی ان تھک کوششوں اور مستعدی سے سید القوم خادم ہم کو عملی صورت میں دکھایا۔ اور اپنے بھائیوں کو ہر طرح سے آرام پانے کی کوشش کی جس میں وہ ہر طرح سے کامیاب ہوئے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء +

جلسہ چوبیس ۲۴ تاریخ ہی سے شروع ہوگیا

جلسہ کی تاریخیں تو ۲۶-۲۷-۲۸-تھیں۔ مگر احباب ۲۳-دسمبر ہی سے آنے شروع ہوگئے تھے چنانچہ کثرت حاضرین کی وجہ سے ۲۴ دسمبر کو نماز جمعہ کے لئے مسجد نور تجویز ہوئی۔ وہاں خلیفہ برحق امام اولوالعزم تشریف لے گئے اور ایک ہزار کے مجمع میں آپنے سورۂ الم نشرح لک صدرک پر خطبہ پڑھا +

خطبہ جمعہ کا مضمون

جس میں آپ نے بتایا کہ قرآن مجید تمام دُنیا کے لئے ہے۔ اس سورۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخاطب ہیں اور عام مومنین بھی مخاطب قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ اس صورت میں اس سورۃ کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے کو فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے شرح صدر عطا فرمایا ہے کیونکہ ہر ایک عقیدہ جس کے ساتھ دلائل ہوں وہ شرح صدر کا موجب ہوتا ہے اور یہ مذہب اسلام ہی ہے جسکے ہر عقیدہ ہر مسئلہ کے ساتھ دلائل ہیں۔ (۲) یہ تو ہر ایک چاہتا ہے کہ ہمارا خدا ہم پر راضی ہو۔ مگر اسکی رضامندی کی راہیں دریافت کرنا عقل و تجربہ کا کام نہیں۔ اس سے تو انسان کی کمر ٹوٹ جاتی ہے مگر کس قدر کرم ہے خداوند کریم کا کہ اُس نے حضرت خاتم النبیین کے ذریعہ ہمیں اپنی رضامندی کی راہیں بتادیں اور اس طرح پر وہ بوجھ ہم سے اُتار دیا جو ضعیف البنیان انسان کی کمر کو توڑ دیتا ہے۔ پھر اپنی شریعت پر چلنے کا نتیجہ بھی بتایا کہ رفعنا لک ذکرک بڑا آدمی ہونا بڑی بات ہے مگر ذکر بلند ہونا اس سے بھی بڑی بات ہے۔ دُنیا میں کئی بادشاہ ہوئے۔ کئی وزراء ہیں۔ کئی امراء ہیں مگر نیک نام کسی کسی کا ہی زندہ ہے۔ ارشاد فرماتا ہے کہ اسپر چلکر نہ صرف بڑے آدمی بنجاؤ گے بلکہ تمہارا ذکر بھی بلند ہوگا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بادشاہوں کو کوئی گالی بھی دے تو کوئی نہیں پوچھتا۔ مگر حضرت ابوبکر حضرت عمر اور پھر دیگر خلفاء عظام و اولیائے کرام کا نام بھی اگر کوئی بے ادبی سے لیتا ہے تو خود گورنمنٹ اسے سزا دیتی ہے۔ یہ انعام ہے اس اطاعت کا پھر فرمایا ہر کامیابی محنت سے ملتی ہے اور ہر سکھ کسی دکھ اُٹھانے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح دین کی کامیابی اور روحانی اور جسمانی نجات بھی مفت نہیں مل سکتی لیکن خدا کے لئے جو دُکھ تم اُٹھاؤ گے تو اس کا دوہرا اجر پاؤ گے۔ ایک دُکھ کے مقابل پر دو سکھ ہونگے یہ چند نکات ہیں جو میں نے اپنے الفاظ میں لکھے۔ اصل خطبہ جب چھپے گا۔ تو دُنیا دیکھے گی۔ کہ وہ کس قدر معارف و حقائق کا گنجینہ تھا +

۲۵ دسمبر کی کارروائی

چونکہ احباب کثرت سے جمع ہو چکے تھے اس لئے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج کچھ لکچر کرادیئے جاہیں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں طلبائے مدرسہ احمدیہ میں شیخ محمود احمد ابن شیخ یعقوب علی صاحب کی تقریر ہوئی۔ عزیز موصوف نے عمدگی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور سورۂ جمعہ کی پہلی آیتوں سے استدلال کرتے ہوئے اپنی جماعت کو صحابہ کرام کا گروہ ثانی قرار دیا اور اپنا فرض اہم تبلیغ بتایا۔ اور پھر بعض مثالوں سے واضح کیا کہ اس میں کہاں تک جہد بلیغ کی ضرورت ہے اور اس تبلیغ کے لئے خواندہ ہونے کی شرط نہیں۔ آخر گونگا بھی اپنے خیالات ظاہر کر لیتا ہے +

(۲) اس کے بعد طلبائے ہائی سکول میں سے میاں چراغ الدین اور عبدالقدیر۔ مولا بخش کی چند چند منٹ تقریریں ہوئیں جن کی تقریروں پر ریمارکس کرتے ہوئے شیخ یعقوب علی صاحب نے بتایا کہ ان بچوں کے دینی خیالات کسقدر مسرت افزاء اور خوش کُن ہیں۔ بغیر کسی قسم کی تیاری کا موقع دینے کے ان کو تقریروں کے لئے کہا گیا ہے اب جو جو مضمون انھوں نے انتخاب کیا ہے اور پھر ان کے دلائل قرآن مجید سے دیئے ہیں یہ اُنکی قلبی ایمانی حالت اور ہر دو مدرسوں کے منتظمین کی تربیت کا بین ثبوت ہیں پہلے لڑکے نے مشکلات سے بچنے کا ذریعہ سورۂ والعصر سے بتایا ہے کہ ایمان اور عمل صالح اس کا علاج ہے۔ دوسرے نے اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد خدا کو راضی کرنا۔ بتا کر اس کے حصول کے ذرائع نماز روزہ کے فوائد کو بیان کیا ہے اور ان دونوں احکام اسلام کو عین فطرۃ انسانی کے مطابق دکھایا ہے۔ تیسرے بچے نے قومی اتحاد پر تقریر کی۔ اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھ کر یہ بیان کیا ہے کہ حقیقی اتحاد ایک امور کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے اور پھر اس سورۃ کی تفسیر کرتے ہوئے دُعاؤں کے ذریعے نعمتِ اتحاد و اتفاق حاصل کرنیکی تاکید کی ہے +

(۳) اس کے بعد مبلغین کلاس کے طالب علم عزیز نذیر محمد خان کی تقریر ولتکن منکم امۃ پر ہوئی۔ عزیز موصوف نے کہا تین سوال ہیں ہمارا فرض کیا ہے (ب) یہ فرض کس طرح پورا ہو۔ (ج) اس کا نتیجہ کیا ملے گا۔ سو ہمارا فرض اس آیت سے ظاہر ہے کہ تبلیغ ہے اور یہ فرض کوشش اور ان نمونوں کی پیروی سے پورا ہو سکتا ہے جو ہم سے پہلے انبیاء اور مجددین بطور خصوصاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور مسیح موعود علیہ السلام گذر چکے ہیں۔ عزیز موصوف کی تقریر روانی شستہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور لہجہ تو وہ کو اپنی طرف کھینچنے والا تھا ✤

پھر میاں نظام الدین صاحب نے **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** - پر بیان کیا۔ تقریر نہایت عمدہ اور آواز اتنی بلند تھی کہ ہال گونج اُٹھا۔ دونو طالب علموں کی تقریروں سے اس محنت کا ثبوت مل رہا تھا جو اساتذہ متعلقین اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی توجہ کا نتیجہ ہے ✤ پہلا اجلاس ختم ہوا۔ اور ظہر کے بعد سردار محمد یوسف صاحب نے اپنا لکچر دیا۔ جنھیں ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے مناسب الفاظ میں پیش کیا۔ سردار صاحب نے پہلے آریہ مذہب پر ریویو کیا۔ اور بتایا کہ یہ مذہب نہ فطرۃ انسانی کے مطابق نہ ہر طبقہ کے انسان کے حسب حال۔ اور نہ اپنے ساتھ وہ نتائج رکھتا ہے جو ایک سچا مذہب رکھتا ہے بلکہ جو نشان اس نے اپنے پیروؤں کے لئے رکھے ہیں اس کسوٹی پر آریہ سماج کے بانی بھی مثلاً چار سو سال عمر پانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ پھر سکھ مذہب کے متعلق آپ نے ثابت کیا کہ بابا نانک علیہ الرحمۃ کے ارشادات ہندو مسلمہ اصول کی تردید اور اسلام کے مسلمہ اصول کی تائید میں ہیں۔ اخیر میں بٹالہ کے پرگنہ میں ایک حارث کے مبعوث ہونے کی پیشگوئی پڑھ کر سنائی۔ اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ تم میں سے کتنے ہیں جنھوں نے وہ پیغام جو سکھوں کے متعلق ہے (یعنی بابا نانک علیہ الرحمۃ کا اسلام) انھیں پہنچایا ہے۔ سوا گھنٹہ لکچر ہوا۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے انکے اخبار کی خریداری کی تحریک کی۔ اور اس کے بعد لوگ مسجد اقصےٰ میں جمع ہوئے جہاں حضرت اولوالعزم کا درس حسب معمول ہوا۔ اس درس میں وہ وہ نکات قرآنیہ تھے کہ حاضرین عالم وجد میں آ گئے ✤

۲۶ دسمبر کی کارروائی

پروگرام رات کو شائع ہو چکا تھا۔ پہلے کچھ نظمیں پڑھی جاتی رہیں۔ پھر برادر مکرم قاسم علی خان صاحب رامپوری (جو اپنا تخلص قادیانی کہتے ہیں اور اپنے اخلاص و محبت کے لحاظ سے رامپور میں رہ کر فی الواقعہ قادیانی ہی ہیں) نے اپنی نظم نہایت سامعہ نواز لہجے میں پڑھ کر سنائی اس کا یہ شعر جو ہر چہار مصرعوں کے بعد آتا تھا یہ تھا ؎

ہزار شکر کریم قادر کہ بن کے احمد۔ محمد آئے
ہزار صل علیٰ محمد جو ہو کے محمود احمد آئے

اس نظم کے بعد مولانا محمد سرور شاہ صاحب کا لکچر ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا میرا مضمون تو احمدی جماعت کا نصب العین ہے مگر اس نظم سے مجھے تحریک ہوئی ہے کہ میں پہلے مسیح موعود کا منصب بیان کر لوں کہ اس منصب کے جاننے ہی میں ہمارے نصب العین کی تعیین ہوتی ہے۔ اسپر آپ نے سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر بتایا ہے کہ واؤ عاطفہ ہے عطف خواہ امیین پر ہو خواہ منھم پر دونو صورتوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ثابت ہوتی ہے اور مفسرین کا اسپر اتفاق ہے یعنی یا تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ اللہ نے امیین میں رسول کو مبعوث کیا۔ اور پھر اسی کو آخرین میں مبعوث فرمائے گا یا یہ کہ وہ رسول جس نے اللہ کی آیتیں امیین پر تلاوت کیں اور پھر ان کا تزکیہ کیا اور انھیں کتاب و حکمت سکھائی۔ وہی رسول آخرین پر آیتیں تلاوت کرے گا اور ان کا تزکیہ کرے گا اور انھیں کتاب و حکمت سکھائے گا ✤

(ب) اب باقی رہا یہ سوال کہ بعثت ثانیہ کیونکر ہوگی۔ سو وفات یافتہ تو اس دنیا میں واپس نہیں آتے اور اسلام میں مسئلہ تناسخ بھی صحیح نہیں پس جیسے **ایلیا** کی بعثت ثانیہ ہوئی اور جیسے مسیح ناصری کی آمد ثانی ویسے ہی رسول اللہ کی بعثت ثانی ہوگی۔ یعنی بذریعہ بروز۔ معمولی مشابہت کے لئے تو کسی ایک صفت کا پایا جانا کافی ہے مگر مشابہت تامہ کے لئے۔ بروز ہونا ضروری ہے۔ اور مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اور جس کا بروز ہو اس کے تمام کمالات اپنے اندر لیتا ہے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ ظلّ تو ایسی چیز ہے کہ اسپر تھوکنا بھی جائز ہے وہ توبہ کریں۔ کیونکہ اس بروز اکمل کی خبر قرآن مجید کی کئی آیتوں میں دیگئی ہے۔ **اذا الرسل اقتت** میں بتایا کہ سب رسول ایک وقت جمع کئے جاوینگے یعنی سب رسولوں کے کمالات رکھنے والا بعبارت دیگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایک جری اللہ فی حلل الانبیاء ہوگا۔ اس آیت میں قیامت کے روز جمع کرنا مقصود نہیں کیونکہ آیت کا سیاق سباق اسکی تردید کرتا ہے **لای یوم اجلت لیوم الفصل** کے بعد **ثم نتبعھم الاخرین کذالک نفعل بالمجرمین** فرما کر بتا دیا کہ اس جری اللہ فی حلل الانبیاء سے قطع تعلق کرنیوالوں کو اسی دنیا میں اگلے مکذبین رسل کیطرح سزا ملیگی۔ یہ آیت تو جری اللہ فی حلل الانبیاء کی آمد کی خبر دیتی ہے۔ اور سورۂ زخرف میں مسیح ابن مریم کے بروز کے آنے کی خبر ہے اسکے لئے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ لوگ خدا کے حلول کے قائل تھے اور جب کوئی انکے نزدیک باخدا مشہور ہونے کے علاوہ صاحب حکومت ہوتا تو سمجھتے کہ اس شخص میں خدا نے حلول کیا۔ یہی وجہ ہے کہ فرعون اپنے ربکم الاعلےٰ ہونے کے ثبوت میں **یقوم الیس لی ملک مصر و ھذہ الانھر تجری من تحتی افلا تبصرون** پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسکی تردید فرمائی جس سے مشرکین کے مذہب کی جڑ بنیاد اکھڑ گئی۔ کیونکہ اسی اصل کے ماتحت وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ پس مشرکین نے کہا کہ ہمارے معبود جو خدا کے منکر تھے ان کا انکار کرتے ہو مگر مسیح جو انسان تھا اس کا بروز مانتے ہو۔ چنانچہ انکے اس قول کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ **ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومك منه یصدون**۔ **وقالوا ءالھتنا خیر ام ھو**۔ اس کا جواب اللہ تعالےٰ دیتا ہے کہ **ان ھو عبد انعمنا علیه وجعلنٰه مثلا لبنی اسرائیل**۔ بروز مسیح ایک بندہ ہے جسپر ہم نے انعام کیا۔ اور اسے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا۔ اب سوال ہوتا ہے کہ مسیح موعود نمونہ کس طرح بنے۔ سو بنی اسرائیل کے دو گروہ ہیں منکر مسیح اور ربنا المسیح کہنے والے۔ بروز مسیح نے آکر دونو پر حجت قائم کی۔ عیسائیوں پر اس طرح کہ جن الہامات و معجزات کی وجہ سے وہ انھیں خدا بناتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر الہام اور معجزے اس بروز کو دیئے گئے۔ اور منکروں کو بتایا کہ جس مسیح کا بروز ایسا پاک انسان ہے کیا وہ اصل نعوذ باللہ ملعون یا ناجائز پیدائش والا ہو سکتا ہے۔ اسی تقریر میں آپنے بروز کے معانی کو کھولکر بیان کیا اور بتایا کہ بروز سے اصلیت جاتی نہیں بلکہ مورد بروز تو ایسا عبد ہے جسپر وہی انعام ہو۔ جو پہلے شخص پر ہوں جس کا یہ بروز ہے۔ اسی لئے مسیح موعود نے حضرت نبی کریم کا بروز ہونے کی حیثیت سے فرمایا۔ **من فرق بینی وبین المصطفےٰ فما عرفنی وما رانی** اگر حضور سرور کائنات کا ایک کامل بروز نہ آتا۔ تو خدا کی طرح آپ کی ذات وحدہ لاشریک سمجھی جاتی۔ دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہ جیسے خدا تعالےٰ کا کلام جو تمام دُنیا کی ہدایت کیلئے آیا بیمثل ہے ایسے ہی اس کا رسول جو رحمۃ للعالمین ہے بے مثل ہو۔ اور پھر اس کے ساتھ امت محمدیہ کے ان افراد کو بھی انعام ملنا ضروری تھا۔ جو بے دیکھے ایمان لائے اور اپنے خلوص و محبت میں اگلے انبیاء کے صحابہ سے بھی بڑھ گئے۔ مثلاً حضرت موسیٰ کی امت ہے نیا نیا معجزہ دیکھ کر آئی ہے اور فرعون کے مقابلہ میں سمندر کو خشک گذار کر نجات پائی ہے۔ مگر اتنا بڑا عظیم الشان فرقان دیکھ کر پھر کہتے ہیں **یا موسیٰ اجعل لنا الھا کما لھم الھة** اور جب ان سے لڑائی کے لئے اور پھر وہ بھی خود انہی کے فائدے کیلئے کہا جاتا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں **فاذھب انت وربك فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون**۔ اب اس کے مقابلہ میں ہزاروں لاکھوں افراد امت محمدیہ ہیں جنھوں نے رسول اللہ کی صحبت نہیں پائی اور نہ آپ کے روئے انور کو دیکھا مگر توحید پر قائم ہے اور آپکے نام پر جانیں قربان کرنے کو تیار بلکہ کر کے دکھا دیں سو ان کو خدا تعالےٰ کی جناب سے جو کسی کا احسان نہیں اُٹھاتا انعام ملنا ضروری تھا۔ اور سب سے بڑا انعام تو نبوت ہے۔ پس خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ کے ایک غلام کو اس کے رنگ میں رنگین کر کے اور تمام الرسل کے تمام کمالات اسے عطا فرما کر احمدؐ نام سے اسے بھیج دیا تا وہ نعمت جو صحابہ نے پائی تھی یہ آخرین بھی پالیں۔ سوال ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھتا تھا کہ ایک غلام میں آقا کے کمالات کیونکر آگئے۔ فرمایا

ولو نشاء لجعلنا منکم ملٰئکۃ فی الارض یخلفون

اور دوسرے مقام پر ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء سے اسکی توضیح کی اسی سلسلہ کلام میں مولانا شاہ صاحب نے مجازی اور حقیقی نبوت کے معنے سمجھائے اور بتایا کہ ہر مصنف کی اصطلاح ہوتی ہے اور لوگوں کے مسلمات کی بناء پر انکے محاورہ کے مطابق گفتگو کی جاتی ہے۔ جب مسیح موعود کا منصب معلوم ہو گیا تو اب ہمارا نصب العین بھی وہی ہے جو اسکی بعثت کا مقصد اور اس کا کام ہے وہ کیا ہے لیظھرہ علی الدین کلہ اور لیکون کلمۃ اللہ ھی العلیا اور یہ سب کچھ تلوار سے نہیں ہوگا بلکہ دُعا سے۔ اب اس راہ میں کچھ خطرات ہیں۔ ان خطرات کو واضح کرنے کے لئے آپ نے مسیح ناصری کی وفات کے بعد اسکے حواریوں کے حالات بتائے اور پطرس و یعقوب کی خلافت اور انکی انجمن کے اختلاف کو دکھا کر بتایا کہ ہمارے امام کی شان مسیحیت کا تقاضا تھا کہ یہ اختلاف رونما ہوتا۔ مگر ہمارا فرض ہے کہ اگلی مثالوں سے عبرت حاصل کریں۔ اور جیسا مسیحیوں نے غلطی کی کہ دوسروں کی قوموں سے بلکہ انکے رسوم و عقائد کو اپنے اندر لے کر اپنے دین کی ترویج کی وہ ہم نہ کریں۔ بلکہ غیر قوموں سے اسی طرح الگ رہیں۔ جیسا کہ مسیح موعود کا منشاء تھا کہ دیگر تمام فرقے جو اہل اسلام ہونے کے مدعی ہیں ان کو بکلی ترک کر دیں نہ انکی اقتداء میں نمازیں پڑھیں اور نہ انہیں اپنی لڑکیاں دیں اور نہ انکے ساتھ بلکہ تبلیغ کا کام کریں۔ پھر آپ نے عبدالحکیم خان کو خارج از جماعت کرنے کے وجوہات پر بحث کی اور دو بڑی وجہیں بتائیں۔ پھر وہی پیغامیوں میں دکھائیں۔ اخیر پر فرمایا کہ حضرت اقدس کی شان مہدویت جو تھی۔ اسکے الحمد خدا کے فضل سے ہم ہیں اور ہم اس اختلاف اور فتنہ سے بچ گئے ہیں مگر جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اور گراہیوں سے تو شیطان ہم سے ناامید ہو گیا مگر آپس میں ایک دوسرے کو گھوڑنا یا جھگاڑنا رہ گیا سو اس سے اپنے آپ کو بچاؤ اور خدا کی ایسی پاک جماعت بنو جیسا کہ مسیح موعود ہمیں بنانا چاہتا تھا۔ قطعی طور پر آپس میں کوئی جھگڑا نہ ہو کیونکہ چھوٹے چھوٹے اختلاف بڑے بڑے فسادوں کی بُنیاد ہوتے ہیں +

سوا بارہ بجے ہمارے مکرم دوست مولوی فاضل شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری کا لکچر ام الالسنہ پر شروع ہوا۔ فاضل مصری نے نہایت بلند آواز سے جسے تمام ہال گونج اُٹھا۔ حاضرین کو بتایا کہ خواجہ صاحب کو اپنی تصنیف ام الالسنہ پر اتنا ناز ہے کہ وہ اسے حضرت میاں صاحب کے مقابل میں ایسا ہی معجزہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی فصیح بلیغ عربی کو مولوی محمد حسین بٹالوی کے مقابل میں پیش کیا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ امر ہے کیونکہ اس تصنیف میں خواجہ صاحب نے اسقدر غلط بیانیاں اور غلطیاں کی ہیں کہ جو انکی جہالت کو پورے طور پر ثابت کر رہی ہیں۔ معزز لکچرار نے فرمایا کہ پہلا دعویٰ خواجہ صاحب کا یہ ہے کہ یہ کتاب اور میری یہ تحقیق چند روزہ ہے۔ حالانکہ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ دو زبانوں میں سے ایسے پانسو الفاظ نکالنا جو آپس میں صوری اور معنوی مشارکت تامہ رکھتے ہیں ایک جماعت علماء کے کئی مہینوں کا کام ہے پھر الفاظ بھی ایسے جو بوجہ عام استعمال نہ ہونے کے تقریباً تقریباً متروک ہو چکے ہیں اور جن کے معنے بھی خواجہ صاحب یقیناً نہ جانتے ہوں۔ چنانچہ خود خواجہ صاحب کی ایک تحریر میں یہ موجود ہے کہ وہ ۱۳۱۹ھ میں یہ تحقیق کر رہے تھے۔ پس جس تحقیقات میں وہ دو سال سے لگے ہوئے ہیں اسے چند روزہ قرار دینا ایک صریح جھوٹ ہے۔ پھر میں دکھاتا ہوں کہ یہ الفاظ جن پر انھیں اسقدر ناز ہے کہ وہ انکے اندراج کو معجزہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا اکثر حصہ ان کاپیوں سے لیا گیا ہے (کاپیاں دکھائی گئیں) جو حضرت اقدس علیہ السلام نے خود اور ایک جماعت علماء سے منن الرحمٰن کی تصنیف کے زمانہ میں تیار کرائیں اور جنکی نقل خواجہ صاحب نے بذریعہ خاص حضرت خلیفہ اول کے زمانے میں حاصل کی اور جس کا پورا پورا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے۔ اب یہ کس قدر خلاف تقویٰ بات ہے کہ خواجہ صاحب لکھتے ہیں۔ ہماری سابقہ تحقیقات قادیان میں ہے اور موجودہ حالات میں قادیان کیطرف میرا دیکھنا کسی نتیجہ کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھے از سرِ نو یہ تحقیق یہاں کرنی پڑی۔ کیونکہ یہ تو اسی تحقیق کی نقل ہے جو پچھلے زمانے میں قادیان میں ہو چکی۔ چنانچہ ان کاپیوں پر نظر غائر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نصف سے زیادہ الفاظ انہی سے لئے گئے ہیں۔ اور نقل راجع عقل کے مطابق بعض جگہ جہاں کاپیوں میں کسی محرر کی غلطی سے غلط لفظ لکھا گیا ہے خواجہ صاحب نے بھی اپنی جہالت کی وجہ سے اس کو غلط ہی لکھ دیا۔ جس سے یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ انہیں خواجہ صاحب کی اپنی علمی تحقیق کا کہاں تک دخل ہے۔ مثلاً ۲۸۸۲ انک کے مقابل اس کاپی پر (جو حضرت اقدس نے تیار کرائی) لفظ نحس لکھا ہوا ہے خواجہ صاحب نے بھی اسی طرح نقل کر دیا ہے حالانکہ یہ لفظ نقس ہے۔ اسی طرح لفظ ہیل (Hale) کے مقابل میں اس کاپی میں لفظ ھلا لکھا ہے حالانکہ یہ لفظ صحیح طور پر ھلی ہے اور حلی اور ھلا کے معنوں میں بہت فرق ہے۔ اب خواجہ کو علم تو ہے نہیں۔ بس نقل کر دیا۔ اور دعویٰ یہ ہے کہ یہ میری اپنی تحقیق ہے بلکہ یہ خدا کا معجزہ ہے اور اس کا نشان۔ فاضل مصری نے یہ امور ایسی وضاحت سے پیش کئے کہ حاضرین میں سے جو ناخواندہ لوگ تھے وہ بھی خوب سمجھ گئے اور خواجہ کی اس علمی پردہ دری پر قہقہہ پڑا۔ پھر فاضل موصوف نے اس ہتک کا ذکر کیا جو خواجہ نے مسیح موعود علیہ السلام کی بے نظیر اور عظیم الشان کتاب منن الرحمٰن کی ان الفاظ میں کی ہے کہ منن الرحمٰن سوائے ام الالسنہ کے پبلک میں پیش کرنے کے قابل نہیں اور یہ کہ منن الرحمٰن میں محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے اس میں دلیل کا نام و نشان بھی نہیں اور یہ اوراق اپنی موجودہ شکل میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے +

فاضل مصری نے ام الالسنہ اور منن الرحمٰن کی بعض عبارتوں کا مقابلہ کر کے دکھایا کہ کس طرح پر خواجہ صاحب نے تمام کے تمام دلائل منن الرحمٰن سے ماخوذ کئے ہیں۔ بلکہ منن الرحمٰن میں تو ابھی اور بہت سا خزانہ ہے جسے خواجہ اپنی کم علمی اور کم سوادی کی وجہ سے سمجھ نہیں سکا۔ اس لئے غالباً نقل نہیں کیے باوجود اس کے منن الرحمٰن کو بے دلیل کتاب ٹھہرانا صد درجہ کی محسن کشی اور احسان فراموشی ہے حضرت اقدس تو منن الرحمٰن میں فرمائیں کہ قد وعیت ما قصصنا علیک من الادلۃ ففکر فیھا واجتن ثمرۃ البراعۃ واحکم بما ادراک اللہ ولا تکن کالمتجاھلین اور خواجہ صاحب کہیں کہ منن الرحمٰن میں دلیل کوئی نہیں۔ پھر یہ جو کہا ہے کہ منن الرحمٰن میں محض دعاوی ہیں اور ان کے دلائل نہیں دیئے ہیں۔ سو اسکی حقیقت بھی سُن لیجئے کہ جس دعویٰ کی دلیل کی تفصیل حضرت اقدس نے دی ہے اسی کی دلیل خواجہ دے سکا ہے اور جس دعویٰ کو حضرت اقدس نے آئندہ تحقیق تک ملتوی چھوڑا۔ اسے خود بدولت نے ملتوی کر دیا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک دعویٰ یہ کیا ہے کہ تمام زبانوں کو عربی زبان سے اشتراک ہے۔ اور سنسکرت سے بھی ہم اشتراک ثابت کرینگے۔ اس دعویٰ کی ایک دلیل تو حضرت صاحب نے یہ دی کہ سنسکرت کے علماء اپنی زبان سے وہ فضائل نکالکر دکھائیں۔ جو ہم نے عربی زبان میں دکھلائے ہیں۔ اور دوسرا ثبوت حضور کا ارادہ تھا کہ الفاظ سنسکرت کے عربی کے مقابل میں پیش کر کے ان کا لفظی و معنوی اشتراک دکھایا جائے۔ اب یہ کام بے شک باقی تھا اور جس کا دعوے ہو کہ میں حضرت اقدس کے کاموں کو پورا کرنے والا ہوں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متن الرحمٰن کو پبلک میں پیش کرنے قابل بنانے والا ہوں اس کا فرض ہے کہ ایسے سنسکرت الفاظ بجائے انگریزی الفاظ کے (کہ ان کا جمع کرنا چنداں مشکل نہیں۔ خصوصاً اس صورت میں کہ ایک جماعت کی تحقیق کا ذخیرہ مدعی کے پاس موجود ہو۔ اور نہ ہی اشتراک السنہ کے مضمون پر کوئی ایسی روشنی ڈال سکتا ہے کہ جس سے تمام زبانوں کا اشتراک ثابت ہو جائے) پیش کرے۔ اب دیکھئے کہ یہی کام تھا اور اسی کو خواجہ نے دعویٰ کی صورت میں رکھا ہے۔ اس کے بعد وقت چونکہ کم ہو رہا تھا اس لئے فاضل مصری نے اپنے مضمون کا کچھ حصہ چھوڑ کر وہ الفاظ پیش کئے جنکے درج کرنے میں خواجہ نے علمی غلطیاں کھا کر اپنے آپ کو اہل علم کی نظروں سے گرایا ہے۔ ایک لمبی تفصیل تھی دو چار لفظ یہاں دیئے جاتے ہیں ✣

۱- جوانٹ (Jaunt) بمعنے دیو عربی لفظ جن اسکے مقابل میں خواجہ نے لکھا ہے۔ جنات جمع جن حالانکہ جنات اُردو کی جمع ہے نہ کہ عربی میں۔ عربی میں تو خود جن بھی جمع ہے جنی کی ✣

۲- کرنٹ (Current) بمعنے نہر ہے اسکے مقابل عربی کا لفظ جَرْیٌ لکھا ہے۔ اور اسکے معنے نہر کئے ہیں حالانکہ یہ لفظ ان معنوں میں کہیں بھی لغت عرب میں وارد نہیں ہوا ✣

۳- فلی (Flee) بھاگنا اسکے مقابل میں لفظ فل لکھا ہے۔ حالانکہ فر کے معنے بھگانے کے ہیں ✣

۴- (Fleece) فلیس کے معنے ہیں لوٹ لینا اس کے مقابلہ میں فلس لفظ لکھا ہے جسکے معنے مفلس کرنے کے لکھے ہیں حالانکہ لغت میں اسکے یہ معنے نہیں فلّسہ القاضی۔ قاضی نے اسکے افلاس کا اعلان کیا اور اسے دیوالیہ قرار دیا ✣

اس کے بعد آپ نے کئی ایسے الفاظ بتلائے کہ جو لغت عرب میں موجود ہی نہیں اور کئی ایسے الفاظ کہ جنکے معنے سمجھنے میں خواجہ نے غلطی کھائی اور کئی ایسے کہ جو شائد کسی نے آپ کو زبانی بتائے اس لئے آپنے ان کے لکھنے میں غلطی کھائی ہے مثلاً فرّ کے مقابلہ فرّ لکھا ہے (کپڑے کو پوستین لگانا) حالانکہ جس لفظ کے یہ معنے ہیں وہ لفظ فرّی ہے اسی طرح ہینڈس کے مقابلہ ہندس لکھا ہے۔ (سخت تاریک رات) حالانکہ جس لفظ کے یہ معنے ہیں کہ وہ حندس ہے۔ اسی طرح ریسیو کے مقابلہ میں رذی ذال کے ساتھ لکھا ہے حالانکہ یہ رضی صحیح ہے۔ غرض اس قسم کے کئی الفاظ مثال میں پیش کر کے حاضرین پر واضح کر دیا کہ خواجہ کا دعویٰ کس قدر غلط ہے۔ حاضرین جس میں ہر طبقے کے آدمی تھے اس لکچر سے کمال محظوظ ہوئے اور باوجود علمی مضمون ہونے کے بڑی دلچسپی سے سُنا ✣

انگریزی ترجمہ پارۂ اوّل

۱½ کے قریب یہ اجلاس ختم ہوا اور لوگ نماز کے لئے مسجد نور میں جمع ہوئے سوا دو بجے دونوں نمازیں جمع ہوئیں اور حضرت خلیفۂ ثانی مسجد نور کے صحن میں ممبر پر جلوہ افروز ہوئے آپکے دست مبارک میں انگریزی ترجمہ قرآن کی چند جلدیں تھیں اور نہایت خوش نظر آتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پاک انسان کی مسرت قرآن مجید کی اشاعت میں ہے آپنے سورۂ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ مومن ہر حالت میں الحمد للہ رب العٰلمین ہی پڑھتا ہے کیونکہ بہت سی مصیبتیں بڑے آرام کا پیش خیمہ ہوتی ہیں (ب) پھر قرآن مجید جیسی نعمت کی موجودگی میں تو کوئی مصیبت ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس میں تمام مشکلات سے نجات پانے کی راہیں موجود ہیں (ج) لوگوں نے اس دُرِ بے بہا۔ اس لعلِ گراں مایہ کی قدر نہیں کی۔ ایک بادشاہ کے مصافحہ کے لئے بعض لوگ اپنی جائدادیں فروخت کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر وہ کتاب جو خدا سے ملاتی ہے اور اس احکم الحاکمین سے ملاقات کراتی ہے اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتے۔ ہم نے قرآن مجید کے اُردو انگریزی ترجمہ کا اہتمام کیا اور مدت سے ایسا ارادہ تھا پہلے جو محنت کرائی اور جو روپیہ خرچ کرایا وہ تو ایک صاحب لے کر ہی یہاں سے چلے گئے۔ اسکے لئے ہم نے عدالتوں میں جانا پسند نہیں کیا۔ بلکہ آخری عدالت جو احکم الحاکمین کی عدالت ہے اسی کے سپرد یہ مقدمہ کر دیا ہے۔ اور مومن چونکہ ہمت نہیں ہارتا اس لئے ہم نے پھر از سر نو ترجمہ شروع کیا۔ یہ جو میرے ہاتھ میں ہے اسی ترجمہ و تفسیر کا پارۂ اوّل ہے جسمیں کئی ایک خصوصیتیں ہیں کہ آجتک کسی ترجمہ میں نہیں پائی گئیں۔ متن عربی نہایت خوشخط موجود ہے پھر اسے رومن میں لکھا ہے تا کہ یورپ کے لوگ اسے پڑھ سکیں۔ پھر ترجمہ اور تفسیر ہے اور ترتیب و ربط کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ شائقین میں کوپیٹھی کے ساتھ ایک ایک جلد اسکی بھجواؤں۔ مولوی قطب الدین صاحب فوراً کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ سب سے پہلے میں حضور میں مبارک باد عرض کرتا ہوں۔ اللہ اس کو مبارک کرے گا اور انشاء اللہ یہ ترجمہ مغربی اقوام کی ہدایت کا موجب ہوگا۔ ایک صاحب عابد علی شاہ نام (بدو ملہی والے نہیں) نے رقعہ دیا۔ اور حضرت کے ہاتھ میں جو کاپی تھی وہ خرید لی جسکے بارے میں وہ کہتے تھے کہ ہزار روپے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ اخیر میں حضور نے فرمایا کہ یہ وقت تو حافظ روشن علی صاحب کا تھا میں تو خوشی ہی میں کھڑا ہو گیا۔ اسکے بعد آپ تشریف لے گئے اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تین بجے حافظ صاحب نے اپنی تقریر دلپذیر شروع کی۔

حافظ روشن علی صاحب

آپکا مضمون تھا۔ ہم احمدی کیوں بنے اسکے متعلق آپ نے فرمایا کہ اس عنوان کی تشریح میں تین باتوں پر بحث ہو سکتی ہے ✣

(۱) احمدی بننے کے اغراض کیا ہیں۔

(۲) کن باتوں نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم احمدی بنیں۔

(۳) مقام افسوس پر بھی یہ فقرہ بولا جاتا ہے کہ ہم احمدی کیوں بنے۔ پہلے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ مضمون ضروری بھی ہے یا نہیں۔ ضروری تو ہے کیونکہ جنگل کے درخت کو کاٹ کر اسے کسی صندوق کی صورت میں منتقل کرنا۔ کپاس کو روئی کی صورت سے منتقل کر کے کپڑا بُننا پھر اسکی کتر بیونٹ کرنا۔ بتاتا ہے کہ یہ کسی خاص گھر یا خاص انسان کی زینت بنایا جائے گا۔ پس ہم جو متفرق فرقوں متفرق قوموں سے ایک جھنڈے کے نیچے جمع کئے گئے تو ضرور اس کا مقصد کچھ ہے۔ میں تمثیل میں ایک بات بتاتا ہوں کہ اب تو ہم لا الٰہ الا اللہ کہنا معمولی سمجھتے ہیں مگر ایک وقت اسکی قیمت کل جائداد اور جان تھی۔ رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے۔ اور انھوں نے اپنا مقصد لا الٰہ الا اللہ بتایا۔ عرب کے لوگ جنکے پاس وجہ معاش نہ زراعت تھی نہ صرف تجارت۔ بلکہ انکی وجہ معاش بت پرستی اور بت پرستوں کے لئے بُتوں کا مہیا کرنا تھا۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ پس وہ کہنے لگے ان نتبع الھدیٰ نتخطف من ارضنا۔ پھر آنیوالے واقعات نے بتایا کہ انھوں نے سچ کہا تھا۔ واقع میں جنھوں نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا وہ پہلے اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اسی طرح ہم نے جو عہد کیا ہے اسکی بھی جو قدر و قیمت ہے وہ ہمارے سی سالہ حالات سے واضح ہے ہمیں کس نے مجبور کیا ہے کہ ہم احمدی بنیں۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی پیشگوئیوں نے قرآن و حدیث کی پیشگوئیوں نے۔ چنانچہ قرآن مجید پارہ ۱۲ سورۂ ہود میں ہے:۔ افمن کان علیٰ بیّنۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایسا عظیم الشان نبی ہے کہ اسکی تصدیق کے لئے اسکے پیچھے ایک شاہد آئے گا۔ شاہد سے کیا مراد ہے۔ گزشتہ واقعات سے آئندہ کا قیاس کیا جاتا ہے۔ سورہ احقاف کے پہلے رکوع کی آخری آیت میں ہے وشھد شاھد من بنی اسرائیل علیٰ مثلہ۔ ایک شاہد نے اسکے مثیل

✣ اس ترجمہ کے صرف ایک رات میں مفتی صاحب نے ۱۲۰ صفحے چھپوائے اور پانسو جلدیں تیار کروا کے مدراس سے بھیجے ✣

ہونے پر گواہی دی۔ یہ شاہد کون ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پس آنیوالا شاہد بھی ضرور کوئی نبی ہوگا۔ اور ضرور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ گواہی اُسی کی منظور ہوتی ہے جسمیں دو وصف ہوں۔ ایک یہ کہ گواہی وہ دے جو شاہد رویت ہو۔ دوم وہ گواہ مسلّم عند العدالت ہو۔ اور اس کا مصداق ہمارا مسیح موعود ہے کیونکہ اسی نے آواز بلند ایک دُنیا کو سُنایا ؎

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
اور اسی نے فرمایا ؎

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
اس پیارے نے نبی کریم کو نہ صرف خود دیکھا۔ بلکہ وہ اپنے اندر محمد رسول اللہ رکھتا ہے اس لئے وہ صرف یہ نہیں کہتا کہ میں محمد رسول اللہ کا شاہد رویت ہوں۔ بلکہ وہ تو فرماتا ہے کہ میں نبی کریم کو دکھاتا ہوں اور دکھاتا بھی اس زمانہ میں ہوں جب کہ اذا الشمس کورت کے مطابق وہ آفتاب حقیقت لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ پھر اس گواہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلّم ہو۔ سو دوسرے تمام مذاہب بھی ایک پیغمبر کے منتظر تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وقت اس کے آنے کا یہی ہے۔ اب خدا کے زور آور حملے بتاتے ہیں کہ وہ آنے والا آچکا۔ گویا خدا بھی شہادت دیتا ہے کہ وہی ہے اور لوگ بھی مانتے ہیں کہ وقت ظہور یہی ہے اور حملے بھی زور آور ہو رہے ہیں۔ پس ہم احمدی اس لئے ہوئے کہ خدا کے زور آور حملے ہمیں دعوے سے ہیں کہ تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ +

دوسرا سوال یہ تھا کہ کس مقصد کے لئے ہم سے اقرار لیا گیا کیوں ہمیں جنگل سے کاٹ کر باغ میں لایا گیا۔ یہاں کون محبوب سیر کرنے کے لئے آنیوالا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ ہماری بیعت دوسرے معمولی پیروں کی طرح بیعت نہیں ہے۔ ایک شخص نے مجھے کہا کہ کیا ہوا کہ تم نے دو چار لاکھ پیرو بنا لئے کئی پیروں کے لاکھوں مرید ہیں۔ میں نے اسے کہا پیروں کی بیعت کی مثال تو یہ ہے کہ مثلاً ہزار پونڈ کی تھیلی کسی کو جنگل سے لگی۔ اور مسیح موعود کی بیعت کی مثال یوں ہے کہ مثلاً ایک روپیہ یا پیسہ ہے جو کوئی شخص ہزاروں سپاہیوں کی ننگی تلواروں کے پہرے سے ان سے مقابلہ کر کے نکال لائے۔ مسیح موعود کی بیعت کے ساتھ ہی دل کی خواہشیں دل کی آرزوئیں نکالدینی پڑیں۔ پھر رشتہ داروں سے جُدائی ہوئی۔ دوستوں سے الگ فرقت ہوئی پھر قوم کے لوگ الگ دشمن ہوئے۔ قوم علماء نے فتوے دلائے اور مشکلات پیدا کیں۔ پس مسیح موعود اگر چاہتی اپنے پیرو بنا لیتا تو یہ بڑا کام تھا اور ہم تو خدا کے فضل سے چار لاکھ ہیں۔

قدر و قیمت تکالیف اور مقابلہ سے معلوم ہوتی ہے۔ مکہ کی راہ میں تکالیف نہوں تو حضرت ابراہیم کی دُعا کا معجزہ کیونکر ثابت ہو۔ قادیان کی راہ میں یہ تکالیف نہوں اور وہ سٹیشن سے دُور ایک گاؤں ہو۔ تو آپ لوگوں کا اس کثرت سے جمع ہونا یاتون من کل فج عمیق کا نشان کیونکر بنے۔ اب میں اس سوال کا جواب دیتا ہوں کہ ہمیں کیوں لایا گیا سو سُنیئے کہ خدا کی تعریف کا گھر خالی تھا۔ پس خدا نے تمہیں اپنی حمد کے لئے منتخب کر لیا۔ یہ بڑی نعمت ہے جو تمہیں دیگئی۔ مگر برادران دیکھنا یہ ہے کہ اگر اعلےٰ درجہ کا پلاؤ کوئی پاخانہ کے برتن میں رکھ کر دے تو اسے کون کھاتا ہے اسی طرح اگر ہم گندے ہوئے تو الحمد کی نعمت ہم سے کون قبول کرے گا۔ مومن کی تعریف تو والذین امنوا اشد حبا للہ آئی ہے۔ سخت چیز نرم کے ساتھ ٹکرائے تو نرم ٹوٹ جاتی ہے۔ پس خدا کی محبت کا پیار ہمارے سینوں میں چاہیئے۔ جو اغیار کی محبت کے شیشے کو چکنا چور کر دے +

اسی سلسلہ میں حافظ صاحب نے سورۂ فاتحہ کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ ہم احمدی اس لئے بنے ہیں کہ خدا کی حمد کریں۔ خدا کی حمد پھیلائیں۔ ایاک نعبد میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ مولیٰ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تیری غلامی کرینگے۔ اب جسکی غلامی کرینگے اسی سے تنخواہ بھی لینگے اسی لئے عرض کیا ایاک نستعین۔ بلکہ غلام اور ملازم میں فرق ہی آقا اور ملازم کے تاجرانہ تعلقات ہیں۔ مگر آقا اور غلام میں غلام آقا کے مقابل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ غلام کا کوئی نقصان ہوگا تو وہ بھی در اصل آقا ہی کا ہوگا۔ پھر یا دشاہوں کے دربار میں حاضر ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے عرض کیا کہ نزدیک سے نزدیک رستہ اپنے ملنے کا بتا دو۔ وہاں جا کر عرض کیا کہ صراط الذین انعمت علیہم یعنی تھوڑی چیز کیا مانگنا جو اگلوں کو دیا وہ سب ہم کو دلوائے۔ جو آدم (علیہ السلام) کو دیا وہ بھی ہم کو دو اور جو (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو دیا وہ بھی ہمیں دیں۔ پھر دُعا کی گئی کہ انعام کے بعد ہم پر عتاب نازل نہو۔ نہ ہم نکالے جائیں نہ رستہ بھول جائیں پس ہمیں چاہیئے کہ اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ہم خدا کے غلام ہیں اور ہم پر لازم ہے کہ احمدی ہو کر احمد کا کام کریں +

اس کے بعد حافظ صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم اس مقصد کو پورا نہ کرینگے تو ہم پھر احمدی کیوں بنے کے تیسرے معنے صادق آئینگے۔ جو مقام افسوس پر بولے جاتے ہیں۔ ہم لوگوں میں چند نقص ہیں انکی اصلاح کرنی چاہیئے +

(۱) بعض لوگ اپنی اولاد میں احمدیت کا ذکر نہیں کرتے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر احمدیت انکے گھروں سے نکل جائیگی۔ اپنی بیوی بچوں کو احمدیت کے مسائل سے آگاہ کرتے رہو اور ان کا تعلق مرکز سے مستحکم کراؤ +

(ب) نماز باجماعت کی پابندی کرو۔ جہاں بھی موقعہ ملے۔ جماعت ہی سے نماز پڑھو۔ اگر مسجد میں نہیں آسکتے تو گھر کے آدمی ہی جماعت سے نماز پڑھ لو۔ حضرت مسیح موعودؑ جب باہر تشریف نہ لا سکتے۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ سخت بیماری کی حالت میں جبکہ ارد گرد آپکے تکئے ہوتے۔ جماعت سے نماز پڑھتے۔ بعض ملازم صالحین نے جنکی تنخواہ بیس روپے ماہوار تھی۔ سات روپیہ کا تو کرایہ اس لئے رکھا تھا۔ کہ انھیں خبر دے سکے کہ جماعت مسجد میں کھڑی ہوگئی +

(ج) جو رسوم قوموں میں مروج ہیں انھیں چھوڑ دو۔ اور یہ روپیہ اشاعت دین میں خرچ کرو۔ نبی کریم نے اشاعت اسلام کے لئے بڑی بڑی دُعائیں کی ہیں۔ اللھم اطوی لنا الارض کی دُعا کی قبولیت۔ تار۔ ریل کی صورت میں ظاہر ہوئی سامان مہیا ہو چکے ہیں ان سے کام لو اور اپنی حالتوں کو درست کرو۔ .... ½ ۴ بجے تک یہ تقریر ہوئی +

½ ۴ بج چکے تھے اور اسپر حسب پروگرام جلسہ کا خاتمہ تھا۔ مگر ابھی مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی تقریر رہتی تھی۔ ایسی صورت میں جبکہ لوگ صبح سے بیٹھے تھے۔ لوگوں کی توجہ اپنی طرف منعطف کرانی بہت ہی مشکل تھی مگر فاضل راجیکی اسمیں پورے طور پر کامیاب ہوئے اور ان کے پنجابی وعظ (جو حسب الارشاد خلیفہ ثانی تھا) ہر طبقہ کے لوگ بہت ہی محظوظ ہوئے۔ آپنے فرمایا کہ میرا ارادہ اصحاب الفیل کا حملہ ارض حرم پر اور انکی ناکامی پر بیان کرنا تھا۔ مگر پروگرام میں میرا مضمون وعظ رکھا گیا ہے۔ اور الحمد للہ کہ میرے سپرد وہ کام ہوا ہے جو اللہ کا ہے ذلکم یوعظکم بہ پھر رسول کریم کا بھی یہی کام ہے انما اعظکم پھر آپنے اپنے پنجابی بولنے پر کچھ لطائف بیان کئے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کا متن الحمد ہے۔ اسی طرح خدا کی فعلی کتاب میں پنجاب ہے پنجاب میں بھی پانچ دریا ہیں اور الحمد میں بھی ۵ اسماء باری تعالیٰ ہیں۔ اسکے بعد آپ نے خدا تعالیٰ کا جو وعظ ہے اسے سُنایا ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربےٰ۔ عدل تو سب جانتے ہیں۔ اور احسان حسن کے مقابلہ پر ہے حسن کے معنے خود اچھا ہونا۔ اور احسان یہ ہے کہ دوسروں کو اچھا بنانا۔ پس مومن اگر خود برا ہو تو دوسروں کو کیونکر اچھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنا سکتا ہے۔ چراغ خود نور ہوتا ہے تب جاکر دوسروں کو منور کرتا ہے۔ پھر ایتاء ذی القربیٰ فرماکر بتایا۔ خلقت سے ایسا تعلق کرو جیسے رشتہ داروں سے۔ نبی کریم کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ پھر فحشاء۔ منکر۔ البغی۔ ان تینوں کے مقابل ہے۔ اسی سلسلہ میں آپنے احمد کی تفسیر فرمائی۔ اور اھدنا الصراط المستقیم سے نبی کریم کی دوسری بعثت ثابت کی یعنی مقام محمدیت صفتِ رحمانیت کے ماتحت ہے تو پھر دعا کے نتائج میں حضور رسول کریم مقام مہدویت میں مبعوث ہوئے یہاں آپ نے خطبہ الہامیہ کی عبارت کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی۔ اگرچہ مضمون نہایت نازک تھا اور یہ بحرِ ذخار تھا کہ بعض ظرفوں میں سمانے کے قابل نہ تھا مگر آپنے اسے ایسی خوبی سے ادا کیا کہ ناخواندہ سے ناخواندہ نے بھی سمجھ لیا کہ وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ میں کیا خبر دی گئی تھی اور وہ کیونکر پوری ہوئی۔ وہ جو ابتداء میں ہلال تھا وہی اخیر میں بدر کی صورت میں جلوہ افروز ہوا۔ دن غروب ہو چکا تھا اس لئے اجلاس کے برخاست ہوتے پر احباب نے وضو کیا اور نماز کے لئے تیاری ہوئی +

اجلاس کی روئداد

رات کو تمام مقامات کے سکرٹری اور پریزیڈنٹ حضور خلیفۃ برحق میں حاضر ہوئے۔ آپنے ان کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا اور انھیں مطبوعہ فارم دیئے جسکی خانہ پُری کرکے وہ ہر چھ ماہ کے بعد بھیجا کرینگے یہ فارم جو اصحاب پڑھیں گے۔ ان پر واضح ہوگا کہ امام اولوالعزم اپنی جماعت کے انتظام کے متعلق کیا کچھ کرنا چاہتے ہیں +

۲۷ دسمبر کی کارروائی

۲۷۔ دسمبر کی کارروائی کا وقت پروگرام میں دس بجے تھا پہلے احباب ہال میں بیٹھے مگر وہاں آواز نہ پہنچنے کا سوال پیدا ہوا۔ تو لوگ مسجد نور میں آئے وہاں سے پھر کسی نے کہا کہ ہال میں چلو۔ پھر وہاں گئے۔ جب اچھی طرح جم کر بیٹھ چکے۔ تو پھر کسی نے کہا مسجد نور میں چلو۔ احباب وہاں جمع ہوئے حضرت صاحب تشریف لائے۔ گیارہ بجکر ۱۸ منٹ پر کارروائی شروع ہوئی۔ حضرت حقانی صاحب نے اپنی دلآویز نظم پڑھی جو فاروق میں انشاء اللہ جلد شائع ہوگی۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

جلوہ فرما ہیں محمدؐ۔ احمدؐ مختار میں
دو مزے آنکھوں نے پائے تیرے اک دیدار میں

پھر فرماتے ہیں ؎

تیرا آنا اک قیامت تھا کہ مُردے جی اُٹھے
ہو گئے پامال سب فتنے تری رفتار میں

تو نے دکھلایا کہ ہے خود رفتگی میں بازیافت
یار کو پاتے ہیں کھوئے جاتے ہیں جب یار میں
کشتۂ غیرت ہے دشمن ہے شہید ناز دوست
واسطے دونوں کے جوہر ہیں تری تلوار میں

۱۱ بجکر ۴۰ منٹ پر حضرت اولوالعزم کی تقریر شروع ہوئی +

حضرت اولوالعزم کی تقریر

آپنے جو کچھ فرمایا وہ تو آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپ جائے گا فی الحال خلاصہ عرض کرتا ہوں

آپ نے فرمایا کہ میرے مخالف مجھے گالیاں دیتے ہیں۔ یہ میری فتح کا نشان ہے کیونکہ گالیاں وہی دیتا ہے جو بیتاب ہو جائے اور اسکی کچھ پیش نہ جائے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اپنے غلبہ اور ان مخالفوں کی ہزیمت کی پہلے خبر دی تھی جو بیٹے انہی دونوں ہیں یلمزنک فتبھم الہام کے ذریعے شائع کردی۔ جماعتوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے یہی مُراد تھی۔ کہ وہ متفرق ہو جائینگے جیسا کہ سب نے دیکھا کہ ابتداء میں وہ کثیر تھے ہم قلیل۔ پھر ان میں سے کٹ کٹ کر لوگ ہم میں آتے گئے +

(۲) مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو غلطی سے معصوم قرار دیتا ہوں۔ (یہ مجھ پر افتراء ہے) اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابھی تک اپنی کسی غلطی کا اقرار شائع نہیں کیا لیکن معترض یہ نہیں بتاتا کہ خود اُس نے یا اُس کے امیر نے کب اپنی غلطیوں کا اقرار شائع کیا +

بیشک میں تو غلطی کرتا ہوں۔ ایک غلطی میری یہ بھی ہے کہ میں نے اپنے اخبار والوں کو ہمیشہ تیزی سے روکا ہے بلکہ بعض اوقات ان کو اس قسم کے مضمون لکھنے سے قطعاً روک دیا ہے مگر جب یہ خاموش ہوئے تو پیام نے اور بھی زبان کھولی اور وہ بدزبانی کی کہ الٰہی تیری پناہ +

احمد کون ہے

دو مسئلے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم حضرت صاحب کو احمد کہتے ہیں سو واضح ہو کہ میرا یہی مذہب ہے۔ کہ احمدؐ کی پیشگوئی مسیح موعود کے متعلق ہے۔ لیکن اسکے ساتھ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ مسیح موعود نے جو کچھ حاصل کیا حضرت نبی کریم سے کیا پس مسیح موعود جبھی احمدؐ بن سکتے ہیں کہ پہلے آنحضرت کو احمد مان لیا جائے۔ باقی رہی پیشگوئی سو مسیح موعود کے متعلق ہے اور اسمیں آنحضرت صلعم کی ہتک نہیں۔ دیکھو عبدالرحمن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اب اگر کہا جائے کہ اگرچہ آنحضرت صلعم بھی عبدالرحمن ہیں مگر نام عبدالرحمن فلاں شخص کا ہے تو اسمیں آنحضرت کی ہتک نہیں۔ اسی طرح اگر کہا جائے کہ آنحضرت صلعم احمد تھے مگر نام احمدؐ مسیح موعود کا تھا تو اس میں حضور انور کی ہتک نہیں۔ اس سورۃ کو غور سے دیکھو اس میں پہلے موسیٰ کا ذکر کیا ہے۔ پھر مسیح کا۔ اسمیں مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ موسیٰ کے مثیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو مسیح کا مثیل بھی اس اُمت میں احمد کے نام سے ضرور آئے گا چنانچہ اس کے ساتھ کی سورۃ جمعہ میں پہلے نبی کریم کی بعثت کا ذکر ہے پھر آخر میں ایک رسول کے مبعوث ہونے کا اسمیں بتایا کہ وہ مثیل مسیح جو آنیوالا ہے وہ بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو کر آئے گا رسول اللہ کا نام احمد نہ قرآن میں آیا نہ حدیث میں۔ نہ ماں باپ نے رکھا نہ صحابہ نے کبھی پکارا جس حدیث میں ہے کہ میرے کئی نام ہیں اور اسمیں احمد بھی ایک نام بتایا ہے اس حدیث میں ماحی اور حاشر اور عاقب بھی نام بتائے ہیں جو قرینہ ہے اسبات کا کہ یہاں بلحاظ صفات اپنے ناموں کا ذکر فرمایا ہے آپنے اسی سلسلہ میں مسیح موعود کے احمد نام ہونے کے بہت سے ثبوت دیئے۔ ازانجملہ بیعت کے وقت احمد کے نام پر بیعت لینا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ان آیات میں کئی دلیلیں ہیں اس بات کی کہ یہاں اسمہ احمد سے مُراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں۔ اوّل یہ کہ یدعیٰ الی الاسلام ہے۔ رسول اللہ تو اسلام کیطرف داعی اور اسلام کی بناء رکھنے والے تھے پس ان کو اگر کوئی کہتا تو کونوا ھودًا او نصاریٰ کہتا۔ نہ یہ کہ مسلمان بنو (۲) یہ کہ متصل نورہ فرماکر بتایا کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں تو اسلام کی بُنیاد رکھی گئی تھی۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب اس نور کا اتمام ہوگا +

(۳) یہ کہ یہ وہ زمانہ ہوگا۔ جب یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم یعنی لوگ تلوار سے نہیں بلکہ اپنی زبانی باتوں اور تقریروں سے نور اللہ کو بجھانا چاہینگے۔ اور وہ یہی زمانہ ہے۔ پس احمد سے مُراد بھی وہی پیغمبر ہے جو اس زمانہ میں مبعوث ہوا +

(۴) لیظھرہ علی الدین کلہ تین جگہ قرآن میں آیا ہے اور تینوں مقام پر مسیح کا ذکر ہے اور مفسرین نے بھی اس آیت کو مسیح موعود کے زمانے سے خاص کیا ہے۔ پس یہاں احمد سے وہی مُراد ہے۔ جس کے ہاتھ پر اظہار علی الدین کلہ ہونا تھا +

(۵) ھل ادلکم علیٰ تجارۃ میں بتایا۔ کہ وہ زمانہ تجارتوں کے زور شور کا زمانہ ہوگا۔ اور کون نہیں جانتا کہ اس زمانہ میں تجارت کا کسقدر زور ہے +

(۶) کونوا انصار اللہ میں بتایا کہ یہ اس پیغمبر کا ذکر ہے جو لوگوں کو انصار اللہ بنائے گا۔ رسول کریم صلعم کا زمانہ تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہاجر بنانے کی آواز تھی +

(۷) اس کے ساتھ کی سورۃ میں اوّل موسیٰ کے مقابلہ میں رسول کریمؐ کی بعثت کا ذکر۔ اور مسیح کے مقابلہ میں احمدؐ اور آپکی بعثت ثانی کا ذکر جس سے صاف ظاہر ہے کہ احمدؐ نام ایک شخص آنے والا تھا جو خلق و خلق میں آپکے مشابہ ہوگا۔ اور آپ کا غلام ہو کر آپکے رنگ میں رنگین۔ ۱۲ بجکر ۴۰ منٹ پر یہ تقریر ختم ہوئی اور حضور نے ارشاد فرمایا کہ اب نماز کا وقت ہے نماز پڑھ لو پھر بقیہ تقریر ہوگی +

۲ بجکر ۴۵ منٹ پر پھر تقریر شروع ہوئی۔ آپنے فرمایا

دوسرا مسئلہ مسیح موعودؑ کی نبوت کا ہے

اسکی تردید میں عجیب عجیب بیہودہ دلائل دیتے ہیں۔ ایک نے لکھا ہے کہ نبی تو وہ ہوتا ہے جس کا نام مفرد ہو۔ مرکب نہو۔ اسی طرح تو کل کوئی کہدے گا کہ نبی کے متعلق خاص قسم کی داڑھی اور قد کی شرط ہے۔ دوم اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تمام انبیاء جو آئے انکے نام مفرد ہی تھے۔ تمام نبیوں کے نام تو خاتم النبیین کو بھی نہیں بتائے گئے +

سوم۔ قرآن مجید میں نبیوں کے مرکب نام موجود ہیں مثلاً اسمٰعیل کہ مرکب ہے سمع اور ایل سے۔ اسی طرح ابراہیم جو مرکب ہے۔ ابی اور رحام سے۔ موسیٰ دراصل موشے ہے

چہارم۔ شریر اور کفار کے نام بھی مفرد ہیں۔ پس مفرد نام ہونا کوئی منصوبیت انبیاء نہیں کہی جاسکتی +

پھر کہتے ہیں نبی وہ ہوسکتا ہے جس کا ہمنام پہلے کوئی آدمی نہ گذرا ہو۔ اور اسکی دلیل ہے۔ لم نجعل له من قبل سميا حالانکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ خدا نے بشارت کے طور پر کسی کا نام اس سے پہلے یحییٰ نہیں رکھا۔ (۱) ورنہ یحییٰ پہلے بھی نام تھا۔ بائبل میں پانچ جگہ آیا ہے۔ (۲) زکریا نبی تھے اور اس نام کا ایک نبی ۵۲۰ سال مسیح سے پہلے گذرا ہے (۳) یسوع سے پہلے اس نام کا ایک نبی گذرا ہے (۴) اور سنو کہ خاتم النبیین محمدؐ رسول اللہ صلعم سے پہلے پانچ محمد گزرے ہیں۔ ایک محمد حشمی بنو تمیم کے قبیلہ سے۔ ابرہہ جس نے مکہ پر حملہ کیا تھا اس کے پاس ایک محمد نام تھا +

تیسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ بہت سے نام جسے دیئے گئے وہ نبی نہیں ہوسکتا +

میں کہتا ہوں۔ مسیح موعود کے تو چار نام بیان کئے جاتے ہیں مگر رسول صلعم نے اپنے ۵ نام بخاری میں بتائے۔ (۱) محمدؐ (۲) احمدؐ۔ (۳) حاشر (۴) ماحی (۵) عاقب۔ اور لوگوں نے تو انکے ۹۹ نام گنے ہیں +

چوتھا اعتراض ہے کہ نبی وہ ہوسکتا ہے جو کتاب لائے حالانکہ خود مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ شارع ہونا شرط نہیں (۲) بنی اسرائیل میں ہزاروں انبیاء ایسے ہوئے جو تورات کے حکموں پر چلاتے تھے، اور آپ صرف پیشگوئیاں کرتے تھے (حضور والا نے چار حوالے ایسے پڑھ کر سنائے) +

جو شخص ایسا کہتا ہے وہ دراصل نبوت کو سمجھا ہی نہیں۔ نبوت تو ایک درجہ تقرب کا نام ہے جیسے بادشاہ کے بعض افراد صاحب اسرار اور موضع سر ہوتے ہیں۔ اسی طرح جسے اللہ تعالےٰ اپنے مصطفیٰ غیب کے اظہار کے لئے پسند فرمائے وہ نبی ہوتا ہے۔ (ب) کتاب سے مراد اگر نئی شریعت یا بعض نئے احکام ہیں تو وہ شرط نبوت نہیں۔ جیسا کہ پچھلے انبیاء کے حالات پر غور کرنے اور مسیح موعودؑ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر اس سے مراد الہامات کا مجموعہ ہے تو وہ تو مسیح موعود کا بھی ہے اور اسی نے البشریٰ کے نام سے تیار کیا ہے۔ جو اب معترضین میں سے کسی ایک ہے +

(ج) مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ مجھے اسقدر نشان دیئے گئے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو انکی اس سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے اب تعجب ہے کہ ان نشانوں سے ہزار نبی کی نبوت تو ثابت ہوجائے۔ مگر خود اس شخص کی نبوت ثابت نہو جسپر ہزار نبی کے نشانات نازل ہوئے +

(د) ما قدروا الله حق قدره۔ یہ خدا کی طاقتوں کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آیندہ نبی نہیں بنا سکتا تھا۔ مگر ضرورتیں تو ہر وقت داعی ہیں اس لئے ایک نبی پچھلے نبیوں میں سے رکھ چھوڑا کہ وقت ضرورت کام آئے +

(ہ) آیندہ نبی نہ ہونے کے عقیدہ سے رسول اللہ کی سخت ہتک لازم آتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ نبوت ایک انعام ہے یا نہیں یہ ایک فیض اور موہبت الٰہی ہے یا نہیں۔ تو اب کیا محمدؐ رسول اللہ کے آنے کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے تھا۔ کہ دنیا سے یہ فیض یہ موہبت یہ انعام بند ہوجائے۔ کیا کسی مدرسہ کی یہ خوبی بھی سنی گئی ہے کہ ہمارے مدرسہ سے اب کوئی پاس نہیں ہوتا۔ آپ کو اچھے استاد مانا گیا کہ آپ کے شاگردوں میں سے ایک بھی درجۂ نبوت کو نہ پہنچے گا۔ پس آپ کو چاہیئے کہ دیکھیں نبی کریمؐ کی عزت کس عقیدہ میں ہے۔ آیا آپکے بعد نبوت کا دروازہ کھلا رہنے میں۔ مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

یہ اپنا نام نہیں۔ نام تو آپ کا غلام احمد تھا ؎

بیا سبنگر زغلمانِ محمدؐ۔ یہ نہیں کہا کہ جس کا نام غلام محمدؐ ہو وہ کرامت دکھاتا ہے۔ پس اس میں یہ بتایا کہ احمدؐ کا غلام ہو کر ابن مریم سے بڑھ کر ہوں۔ یعنی ہمارے نبی کریم کو وہ عزت دیگئی ہے کہ اس کے غلام بھی نبی ہو کر اگلے انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں پس اسکی شان کا اندازہ کرو جو اس غلام کا آقا ہے +

حضور نے نہایت افسوس ناک لہجہ میں فرمایا کہ ایک وہ قومیں ہیں جو گمراہ ہیں مگر اپنے محسن اپنے آقا اپنے مرشد کو وہ درجے دیئے جو خدا نے نہ دیئے تھے مگر ایک یہ قوم ہے کہ جو اپنے متبوع کو وہ درجہ بھی نہیں دیتی جو خدا نے اسے دیا اور جس کا اس نے بارہا دعویٰ کیا +

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ چند اور باتیں ہیں۔

علم حاصل کرو

اوّل۔ عالم اور جاہل میں وہی فرق ہے جو اندھے اور سوجاکھے میں۔ علم وہ چیز ہے جو گمراہی سے نکال کر ہدایت دیتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری جماعت عالم ہو جاہل نہ رہے۔ وہ صحابہ کرامؓ کو دیکھے کہ وہ کیونکر ظلمات سے نکل کر بڑے بڑے عالم اور ایک جہان کے معلم بن گئے۔ حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ سنایا جب وہ ایک میدان میں ایک لاکھ فوج کے ساتھ ٹھہر گئے۔ دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ آپ کو وہ زمانہ یاد آگیا جب آپ اونٹ یہاں چرانے آتے تھے اور ذرا سی سستی پر باپ نے ان کو مارا تھا۔ یعنی اونٹوں کے چرانے والے اور چھوٹے چھوٹے تاجر جنکی تجارت کا سامان آجکل کے بعض تجار کی ایک الماری میں آجائے۔ دین و دنیا کے پیشوا بن گئے۔ کس کی طفیل۔ علم کی طفیل۔ یہ علم کہاں سے حاصل ہوا۔ قرآن مجید سے۔ پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ قرآن پڑھنے کی کوشش کریں۔ اور کوئی یہ نہ کہے کہ میری عمر بڑی ہوگئی ہے۔ عیسائیوں میں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی عمر ۷۰ سال ہوگئی ہے اور انھوں نے غیر زبانیں سیکھی ہیں یہ تو قرآن مجید ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر۔ قرآن مجید پڑھنے کے لئے تو ناخواندگی کا عذر پیش کرتے ہیں۔ مگر جب کسی رشتہ دار یا دوست کا خط یا عدالت سے سمن آئے تو اس کے پڑھا کر سننے میں سستی نہیں کرتے۔ ناخواندہ ہونا قرآن مجید یا حدیث پڑھنے سے مانع نہیں صحابہ میں کئی تھے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے مگر حدیث و قرآن کے عالم تھے پس جو پڑھ نہیں سکتے وہ کسی سے پڑھا کر ہی سنیں۔ موجودہ جھگڑا جو ہوا ہے یہ بھی حضرت اقدس کی کتابیں نہ پڑھنے یا پڑھا کر نہ سننے کا نتیجہ ہے۔ تم اپنی طرف سے نیک کوشش میں لگے رہو۔ پھر اگر سعی ناتمام رہے تو بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اجر پورا ملے گا۔ یعنے اس کے لئے چند تجاویز سوچی ہیں +

(۱) اردو ترجمہ تیار کیا ہے جو چھپ کر کل تک آجائے گا (یہ ترجمہ دوسرے روز آگیا اور احباب جو باہر کے رہنے والے ہیں اور اخبار میں مدت سے پڑھ رہے تھے کہ ترجمہ تیار ہو رہا ہے وہ اس مستعدی کا اندازہ نہیں لگا سکتے جو اس ترجمہ کی تیاری میں ہوئی۔ یہ ترجمہ بھی حضرت فضل عمرؓ کی اولوالعزمی کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے ۱۷ دسمبر تک صرف ۱۶ صفحے چھپے ہوئے موجود تھے باقی ۱۲۲ صفحے صرف ۸ دن میں لکھے گئے۔ اور سودہ بھی اس حالت میں تھا کہ اس میں بہت سا کام کرنا باقی تھا۔ ترجمہ بھی انہی آٹھ دنوں کے اندر ہوا۔ اور پھر قاضی فضل کریم صاحبؓ جو ایک نہایت مخلص احباب میں سے ہیں چوبیس گھنٹہ میں ایک ہزار چھپوا کر ساتھ لائے فجزاہ اللہ احسن الجزاء) +

(۲) اسباق قرآن کا ایک سلسلہ جاری کیا ہے جس میں ہر حرف ہر لفظ کے معنے الگ دیئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ قواعد بھی بتائے جاتے ہیں۔ پہلا سبق جو فاتحہ کے متعلق ہے وہ انہی دنوں میں چھپ جائے گا (ترقی اسلام سے مل سکتا ہے قیمت ۔ر +

(۳) شریعت کے مسائل کے لئے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ جو جامع ہوں ان کا انتظام یعنے جماعت علماء سے کرایا ہے زکوٰۃ کا رسالہ تیار ہو چکا ہے جو اگرچہ ۱۲ صفحے کا ہے مگر اس پر سخت محنت کرنی پڑی ہے کیونکہ نہ فقہاء کی کتابوں پر کلی اعتماد ہو سکتا تھا نہ صرف اہلحدیث پر کیونکہ حدیث کے ایک ٹکڑے سے کچھ نتیجہ نکلتا ہے لیکن اگر اس کے ساتھ دوسرا ٹکڑا ملا جائے تو پھر اور اصلیت کھلتی ہے۔ غرض یعنے اپنے سامنے اس رسالہ کی تصحیح کروائی ہے (یہ رسالہ بھی چھپ گیا ہے ایک پیسہ پر ملے گا) احباب کو چاہیئے کہ اسے اکثر پڑھتے رہیں۔ حتیٰ کہ مسائل یاد ہو جائیں۔ اسی طرح میرا ارادہ ہے۔ نماز روزہ کے متعلق مسائل شائع کئے جائیں +

(۴) اعتقادات کے متعلق چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کرنے کا ارادہ ہے ہستی باری کے دلائل قدرت سے شائع ہو چکے ہیں۔ اب تقدیر۔ ملائکہ وغیرہ معتقدات کے متعلق ٹریکٹ تیار کراؤں گا۔ لوگ بہت کم سمجھتے ہیں کہ خدا پر کیسا ایمان ہونا چاہیئے۔ پیروں نے انہیں ایسا گمراہ کر دیا ہے کہ خود خدا بن بیٹھے ہیں۔ اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید سے غلط فہمی ڈالتے ہیں +

(۵) میرا ارادہ ہے کہ کچھ مدرس مقرر ہوں جو ایک ایک مہینہ ہر جگہ پر قیام کریں اور لوگوں کو دین سکھائیں +

بعض لوگ عورتوں کو دین سے واقف کرانا ضروری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ خدا تعالےٰ اخلقکم من نفس واحدۃ فرما کر بتایا کہ الناس میں عورتیں بھی شامل ہیں اور دین سیکھنے کا وہ بھی حق رکھتی ہیں۔ پھر زوجہ فرما کر بتایا کہ عورت ایسی شخصیت ہے کہ مرد اس کے ملنے کے بغیر کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ تعجب ہے کہ لوگ عورتوں کو زیور پہناتے ہیں ریشمی لباس دیتے ہیں مگر ان کے دین کا فکر نہیں کرتے۔ اصل ہمدردی اور قدردانی اور محبت تو یہی ہے کہ انہیں دین سکھایا جائے۔ ورنہ ریشم اور سونا چاندی تو امراء اپنے حیوانوں کو بھی پہنا دیتے ہیں بلکہ بے جان چیزوں کو بھی +

بعض لوگ اپنی بی بی کو صرف بیعت کرا دیتے ہیں تاکہ جنازہ پڑھ سکیں مگر بیعت تو ناکارہ ہے اگر وہ دین سے جاہل ہے۔ اپنی بیبیوں کی جسمانی بیماریوں کے لئے تم میں سے کئی مجھے لکھتے رہتے ہیں مگر انکی روحانی بیماریوں سے شفا کے لئے مجھے بہت کم لکھتے ہیں۔ سنو! اور یاد رکھو۔ ماؤں کا اثر بچوں پر پڑتا ہے پس تم اگر اپنی اولاد کو احمدی بنانا چاہتے ہو تو ان کو تعلیم دو۔ اپنی اولاد کو تعلیم دو۔ تاکہ تمہاری نسلیں تم سے بھی بڑھ کر جوش کے ساتھ کھڑی ہوں +

غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ارشاد

چوتھی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ شخص گورنمنٹ باغی اور اس کے مقرر کردہ افسروں کی اطاعت سے بے دین یا ناواقف لسے کوئی اپنا سردار بنا کر گورنمنٹ کے حضور اپنی عرضداشت لیجائے۔ پس جس نے بیعت نہیں کی وہ اس قابل نہیں کہ خدا کے حضور نماز میں تمہارا امام ہو۔ جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جب تک وہ بیعت میں داخل نہو مسیح موعودؑ اور اس کے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسے ہی ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو مسیح موعودؑ کی بیعت میں نہیں اسے مسلمان نہ سمجھے +

غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھو

نماز جنازہ کے متعلق بھی یہی حکم ہو کہ اسی کا پڑھو جو مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہے۔ نماز جنازہ تو اسلام نے منافقوں کے لئے جائز نہیں رکھی جو زبان سے ایمانیات کا اقرار کرتے ہیں تو پھر ان کے لئے کیونکر جائز ہو سکتی ہے جو زبان سے بھی اقرار نہیں کرتے۔ حضرت صاحب نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اگرچہ اسکی وفات پر فرمایا۔ یہ میرا ہمیشہ تابع فرمان رہا۔ اس نے حسب الحکم اپنی بیوی کو طلاق بھی دیدیا تھا۔ حالانکہ خود اس کے نزدیک اسکی بیوی کا قصور تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں سے نیک سلوک نہ کرو۔ نیک سلوک کرو۔ ہمدردی کرو۔ جیسا کہ حق ہے مگر دینی معاملہ ہو تو فوراً الگ ہو جاؤ۔ اور بجائے منافقت اور چھپنے کے صاف طور پر انھیں اپنی مجبوری جتا دو۔ کہ ہم جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔ اور جب ہم ناحق پر ہیں تو پھر ہماری دعائیں بھی تمہارے لئے مفید نہیں ہو سکتیں۔ غیر احمدی کے نابالغ بچہ کا جنازہ بھی جائز نہیں کیونکہ چھوٹے بچے اپنے باپ کے مذہب پر اسلام میں سمجھے جاتے ہیں +

غیر احمدی کو لڑکیوں کا رشتہ نہ دو

پانچویں بات۔ غیر احمدی کو اپنی لڑکیوں کا رشتہ نہ دو کبھی اس بارے میں کمزوری نہ دکھاؤ۔ ہماری جماعت سے وہ نہیں ہے جو لڑکی غیر احمدی کو دے۔ چار کڑوے سے وہ دن بہتر ہیں جو حضرت اقدس کے حکم پر چلیں +

گورنمنٹ کی وفاداری کا ارشاد

چھٹی بات۔ گورنمنٹ کے ہم پر بہت احسان ہیں ان احسانوں کا مالی۔ جانی۔ لسانی۔ شکریہ ادا کرو۔ جو وفاداری نکریں ان کے ساتھ تعلق نہ رکھو بلکہ حکام کو اطلاع دیدو۔ گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی بہت مدد کی ہے۔ ابھی تازہ واقعہ ہے مالابار کے احمدیوں کو سخت دکھ دیا گیا حتیٰ کہ مردے دفن کرنے سے ان کو روک دیا گورنمنٹ نے اپنے پاس سے انکو قطعہ اور مسجد کے لئے زمین دی اور ان کے مخالفین کے رئیس کو ڈانٹا کہ احمدیوں کو دکھ نہ دیا جائے پس تو حضرت اقدس کی شکرگزاریوں پر جو محسن گورنمنٹ کی کی ہیں نظر کر کے وائسرائے ہو کر جنگ میں جانے کو بھی تیار تھا مگر کیا کروں خلافت کا بوجھ ہے یہ ایک امانت ہے جو میرے سپرد ہے۔ سوا پانچ بجے تقریر ختم ہوئی +

مغرب و عشاء کی نمازیں مسجد نور میں جمع ہو ہیں۔

مصباح صاحب کی تقریر اختلافات سلسلہ پر

چونکہ وقت نہیں تھا اس لئے نبوت کے متعلق تشہادات نہیں سنائی جا سکیں۔ میر محمد اسحٰق صاحب کی تقریر اختلافات سلسلہ پر تھی۔ اس کے لئے پروگرام میں ایسا وقت تھا۔ کہ احباب جنکی تعداد ساڑھے تین ہزار تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر اسوقت نہیں پہنچ سکتے اور ایسی جمع بھی تھا۔ پس تجویز ہوئی کہ نماز کے بعد ہی جلسہ ہو جائے۔ مگر میر صاحب کو اطلاع پہنچانے میں اور روشنی کرنے میں دیر ہوئی۔ احباب انتظار کر کر چلے گئے۔ سوڈیڑھ سو کے قریب احباب رہ گئے۔ میر صاحب تشریف لائے پھر جوں جوں احباب کو معلوم ہوا۔ آتے گئے حتیٰ کہ مسجد کا کمرہ بھر گیا اور کچھ باہر بھی تھے۔ لیکن بلحاظ اپنی اہمیت کے ایسا تھا کہ ایسے وقت میں ہوتا سب سنتے۔ بلکہ جو وقت جلسہ میں خالی رہتا اسمیں ہو سکتا تھا غیر جو پڑھا حکمت الٰہی کے ماتحت ہوا۔ میر صاحب نے بیان کیا کہ نبوت اور کفر کے متعلق تو کچھ نہ کچھ اختلاف پہلے بھی تھا۔ جب تک خلافت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت کا ثبوت الوصیت سے

کی بیعت میں سب نہ تھے۔ یہ اختلاف ہٹتا رہا۔ لیکن جب کچھ لوگ خلافت کے منکر ہوئے تو یہ اختلاف رونما ہوا۔ پس سب سے پہلے مسئلہ خلافت کو سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے سب سے پہلی کتاب الوصیت ہے۔

(۱) اسمیں آپنے اپنے بعد قدرت ثانیہ کی بشارت دی اجمال یہ ہے کہ وہ قدرت ثانیہ کیا چیز ہے۔ سو آپنے نبی کریم کے بعد ابوبکرؓ کی مثال دیکر بتادیا کہ قدرت ثانیہ سے مُراد خلافت ہے۔ جیسے انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح سے نبی کریم پر آنیوالی وحی کی قسم وحی نبوت قرار دی۔

دوسری بات۔ آپنے فرمایا وہ قدرت آ نہیں سکتی جبتک میں نہ جاؤں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ غلبۂ اغیار پر بھی مسیح موعود کا موجود تھا انجمن بھی تھی۔ پس وہ کونسی نئی بات ہوسکتی ہے جو مسیح موعود کی وفات کے بغیر نہیں آسکتی۔ لامحالہ وہ خلافت ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں جو وفات پر موقوف ہے۔

تیسری بات۔ قدرت ثانیہ ایک اجمال ہے اور اسکی تفصیل دوسرے موقعہ پر فرمائی۔ کہ رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو انکے بعد خلیفہ ہوتے ہیں۔ جو اس فتنہ و تزلزل کو مٹاتے ہیں جو نبی کی وفات سے پیدا ہوتا ہے۔

چوتھی بات۔ جب زمانہ بتادیا جائے تو ٹھوکر نہیں لگتی مثلاً مہدی کے زمانہ کا نشان بتادیا کسوف خسوف غیر معمولی تاریخوں میں ماہ رمضان میں۔ اسی طرح آپنے قدرت ثانیہ کے آنے کا وقت بتایا جب میں وفات پاؤں گا۔ آپ وفات کے بعد معاً کیا آیا۔ سب کہینگے خلافت۔ پس قدرت ثانیہ خلافت ہی تھی۔

پانچویں بات۔ وصیت میں پیشگوئی فرماتے ہیں یہ خدا کی سنت ہے کہ نبی کی وفات کے بعد قدرت ثانیہ آتی ہے۔ اب لن تجد لسنت اللہ تبدیلا کے ماتحت ہم دیکھتے ہیں۔ انبیاء کی وفات کے بعد خلافت ہی قائم ہوتی ہے۔

چھٹی بات۔ حمامۃ البشریٰ میں ثم یسار فالمسیم الموعود او خلیفۃ من خلفائہ آپ نے یہ جو کچھ فرمایا حدیث کی بنا پر فرمایا۔ پس خلیفہ کا مفہوم وہی لیا جائے گا جو شریعت میں ہے اور جو کلام نبوی میں ہم مُراد لیتے ہیں۔

ساتویں بات۔ آیت استخلاف میں ہے کہ خلافت کا سلسلہ قیامت تک ہے۔ دوسری طرف ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اب خلفاء غیر احمدی نہیں ہوسکتے۔ پس اگر احمدی سلسلہ میں خلافت نہیں رہی تو یہ وعدہ کیونکر پورا ہوگا۔

آٹھویں بات۔ پیغام صلح میں حضور نے فرمایا کہ تیس لاکھ جرجانہ احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں ادا کرینگے اور فرمایا کہ دوسرے مسلمانوں کا کوئی واجب الاطاعت لیڈر نہیں۔ اب حضرت اقدس نے تو ہمیشہ رہنا نہیں تھا۔ اور عہدہ ہمیشہ کے لئے باندھتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ احمدی جماعت ہمیشہ کسی واجب الاطاعت پیشرو کی ماتحت رہے گی۔ اور یہ خلافت کی دلیل ہے۔

نویں بات۔ حضرت اقدس نے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کے مباحثہ پر ریویو کرتے ہوئے فرمایا پہلے قرآن مجید۔ پھر احادیث۔ پھر فقہ حنفیہ۔ اور پھر علماء کا اجتہاد اب قرآن سے بھی خلافت ثابت ہے احادیث و سنت سے بھی۔ پھر ہمارے علماء نے سب سے پہلے جو اجتہاد کیا اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مسیح موعودؑ کے بعد سلسلہ خلافت ہے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد معاً خلافت قائم ہوئی۔

اعتراضوں کا جواب

اب خلافت پر دو اعتراض کرتے ہیں:-

خلافت لازم و ملزوم نہیں۔ اس لئے ابھی سے چھوڑ دی جائے۔ یہ نہایت لغو اعتراض ہے کیا ہماری زندگی ہمیشہ نہیں رہنی۔ اس لئے آج زہر کھاکر مرجانا چاہیئے پھر انجمن کو اب ٹوٹ گئی کہتے ہیں۔ تو اب نئی انجمن کیوں بنالی جب تجربہ نے ثابت کردیا کہ خدا کے مرسل کی بنائی ہوئی انجمن ٹوٹ جاتی ہے۔ تو غیر مامور کی بنائی ہوئی کب تک رہے گی۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ خلیفہ کا خلیفہ نہیں ہوتا۔ یہ تو ایسا ہی سوال ہے جیسے کوئی کہے کہ فلاں باپ کسی کو اپنا بیٹا نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ بھی کسی کا بیٹا ہے۔ (ب) قرآن و حدیث میں کہیں نہیں لکھا خلیفہ کا خلیفہ نہیں ہوتا۔ (ج) او خلیفۃ من خلفائہ مسیح موعود نے کیوں فرمایا (د) خود حضرت مولانا نورالدین نے کہا۔ کہ جب تک خلیفہ کا خلیفہ نہیں آتا" (ہ) کلما ھلک نبی خلفہ نبی ہر نبی دوسرے نبی کا خلیفہ ہی ہوتا رہا ہے۔

مسئلہ نبوت

اب دوسرا مسئلہ نبوت کا۔ اس کے متعلق غیر احمدیوں اور غیر مبائعین سے بحث کے وقت ایک فرق رکھنا ضروری ہے ورنہ بات لمبی ہوجائیگی غیر مبائع کو مخاطب کرتے ہوئے ہمارا صرف اتنا فرض ہے کہ حضرت اقدس کی کتب سے ثابت کردیں کہ انھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ وہ انھیں راستباز پہلے ہی سے مانتے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثبوت مانگتے ہیں تو پہلے اقرار کریں کہ ہم آپ کو مامور نہیں مانتے۔

پھر میر صاحب نے حضرت اقدس کے دعویٰ کے متعلق دو حوالے سُنائے کہ میں نبی ہوں۔

(۲) حضرت صاحب لکھے نبیوں کو کس بات سے نبی کہتے تھے اسکے متعلق حوالے سُنائے۔ پھر ثابت کیا کہ یہی بات حضرت اقدس میں پائی جاتی تھی۔ چنانچہ اسبات کے پائے جانیکے دعویٰ شاکی

(۳) غیر مبائعین جو تعریف نبوت کی کرتے ہیں اس کا رد حضرت اقدس کی کتابوں سے سُنایا خصوصاً شارع یا نئے احکام لانے کی شرط۔

(۴) اکملت لکم دینکم کا جواب یعنی اگر شریعت کامل آنے کی وجہ سے کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی تو یہ کامل ہونا وہی ہے جو اقدس نے بنی اسرائیل کے لئے حضرت موسیٰ کے وقت تسلیم کیا۔ پس چاہیئے تھا کہ کم از کم بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد اور کوئی نبی نہ آتا۔

(۵) حضرت اقدس نے اپنے آپ کو محدثوں سے نکال لیا اور لگے اولیاء کو نبیوں میں نہیں گنتا۔

طرز تبلیغ میں کون حق پر ہے

اسکے بعد آپ نے طریق تبلیغ پر بعض دلائل خواجہ صاحب کے طرز تبلیغ کی تردید میں دیئے۔

(۱) صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ اب خدا نے مرزا صاحب کو مسیح کا نام دیکر بھیجا اور فرمایا دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نکیا۔ تو ہم کون ہیں جو آپکے مرتبہ کو دُنیا کے لئے تم قاتل قرار دیں۔ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ دُنیا نے اسلام کو قبول نکیا۔ خدا زور آور حملوں سے اسلام کو قبول کروائے گا۔ بلکہ نذیر کو قبول کرنگا فرمایا۔

(۲) رسول اللہ صلعم نے بھی امامکم منکم فرمایا۔ خادم اسلام نہیں کہا کہ اس کا اپنا وجود تم قاتل ہوگا۔

(۳) حضرت صاحب نے بھی تحفہ قیصریہ میں سب سے پہلے اپنی پوزیشن پیش کی ہے کہ میں جو خدا کیطرف سے مسیح ہوں۔ پگٹ ڈوئی کے مقابل بھی اپنے آپ کو النبی فرمایا۔

(۴) حضرت مولانا نورالدین کی وصیت بتاتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ سکھانا۔ سو اگر یہ مفرد مراد تھا تو محمد رسول اللہ بھی نہیں سکھانا چاہیئے۔ دوم جس نے یہ ہدایت کی۔ اس کا یہ کلام چھپ چکا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے اندر تمام ماموروں کا ماننا آتا ہے۔

طریق فیصلہ

پھر میر صاحب نے کہا یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم کس حالت پر ہیں۔ اور ہمارے مخالف کس حالت میں۔ مرکز کے ساتھ کون کا تعلق ہے (ب) پانچ مدات میں چندہ کون دیتا ہے۔ (ج) حضرت صاحب کی مقرر کردہ انجمن میں کون چندہ دیتا ہے اور کون اس انجمن کے ذریعہ اپنے کاروبار انتظامی انجام دیتا ہے (د) اسی مقبرہ بہشتی میں وصیتیں کون کرتا اور کون دفن ہونا چاہتا ہے (ہ) ریویو جس کے لئے فرمایا اگر یہ بند ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو قوم کے لئے ماتم کا دن ہوگا۔ اب اس ریویو کی اعانت کون کرتا ہے لکچر از حد دلچسپ تھا۔ جو ۷ بجے سے پونے نو بجے تک رہا +

۲۸ دسمبر کی کارروائی آج کا پروگرام یہ تھا کہ دس بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوگی۔ میر دلاور علی صاحب کی تلاوت قرآن اور میر حامد شاہ صاحب کی نظم کے بعد رپورٹ صدر انجمن احمدیہ سنائی جائیگی + ساڑھے نو بجے جب میں ہال میں گیا تو ہال حاضرین و سامعین سے بھر چکا تھا۔ اور کچھ لوگ گیلریوں اور برآمدوں میں بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ سوا دس بجے کے قریب لوگوں کو فارغ دیکھ کر مفتی صاحب مکرم نے اپنے سفر مدراس کے حالات سنانے شروع کئے۔ پھر کچھ دیر بعد شیخ یعقوب علی صاحب نے اطلاع دی کہ رپورٹ جناب سکرٹری صاحب سنائینگے۔ اور اس کے سننے کے لئے آپ صاحبان کو تیار رہنا چاہیئے اسجگہ ۲۵ منٹ پر جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ تشریف لائے۔ اور رپورٹ سنانی شروع کی +

رپورٹ ایک خشک مضمون ہے مگر حضرت نواب صاحب قبلہ نے اسے دلچسپ بنا دیا اور ایسے طریق پر اسے پیش کیا کہ حاضرین اسکے سننے سے اکتائیں نہیں۔ آواز بلند نہ تھی اسلئے بہت سے احباب پورے طور پر سُن نہیں سکتے تھے اور کچھ لوگ انتظار کر کر کے جا بھی چکے تھے۔ سکرٹری صاحب نے پہلے ان تمام صیغوں کا نام لیا۔ جو صدر انجمن احمدیہ کی زیر نگرانی اپنا کام کر رہے ہیں +

ہائی سکول ۱۹۰۸ء میں قائم ہوا۔ مقصد اشاعت اسلام پہلے مرزا نظام الدین کے کوٹھوں میں تھا آج اس کا مکان مرزا نظام الدین کے مکان کے برابر ہے۔ ۳۷۰ طلباء ہیں ۲۷ زیادہ۔ اس سے پچھلے سال سے ۶۳ زیادہ پچھلے ۲۵/۲۱ پاس ہوئے سال زیر رپورٹ میں بورڈر ۱۵۴ پہلے ۱۴۰ تھے ۳۹ کو انجمن وظیفہ دیتی ہے۔ ۱۷۔ استاد ہیں ۹ ٹرینڈ۔ ۳ طالبعلم اسی مدرسہ کے آجکل مبلغ ہیں چوہدری فتح محمد صاحب۔ قاضی عبداللہ صاحب لنڈن میں۔ مولوی غلام محمد صاحب ماریشس میں + منشی صدرالدین صاحب سیالکوٹی نے حضرت صاحب کی کتابیں تقریباً نکال دی تھیں۔ اس سال سے پھر دینیات میں انکو رکھا گیا۔ اس مدرسہ کی امداد یہ ہے کہ طلباء پڑھنے کے لئے بھیجے جائیں اسے کالج بنانے کی تیاری کی جائے +

مدرسہ احمدیہ۔ اس کا کام ہے علماء کو پیدا کرنا۔ پچھلے سال اپنے خرچ پر ۲۹ پڑھتے تھے۔ اس سال ۱۰۔ اس کا بوجھ بھی آپ پر ہے فوراً فوراً نہ اٹھاؤ گے تو قومی طور پر اٹھانا پڑے گا۔ سات جماعتیں ۱۲۔ اُستاد۔ ۴ لڑکے فارغ التحصیل ہو کر سند یاب ہو چکے ہیں۔ بورڈنگ میں پچھلے سال سے ۲۸ بڑھے ہیں + ضرورت ہے کہ آپ طالبعلم بھیجیں۔ اصل غرض احمدیت کی تو یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے + یا ہر انجمن اپنے خرچ پر ایک طالبعلم پڑھائے

مانگ بہت ہے کوئی مسجد کا امام طلب کرتا ہے کوئی مبلغ۔ پس اس ضرورت کے پورا کرنیکے لئے اپنے خرچ یا اپنی مقامی جماعت کے خرچ پر پڑھنے والے طلبا بھیجے جائیں۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ بھوکے مرینگے +

مساکین و یتامیٰ کی بھی ایک مد ہے اس کا خرچ بہت ہے چونکہ دوسروں سے ہمارے تعلقات منقطع ہیں اس لئے یہوگان اور یتامےٰ کے اخراجات کی فکر بھی ہمیں چاہیئے +

اس قسم کے اخراجات کے مہیا کرنے کے لئے اپنے طرز اخراجات کو بدل دو۔ زکوٰۃ کیطرف توجہ کرو۔ زمیندار کمیوں کے علاوہ جو بعض منگتوں کو مفت کی واہ واہ کے لئے غلہ دیتے ہیں اس کا صحیح مصرف قومی بیت المال ہے +

اشاعت اسلام ریویو کے خریدار کم ہوتے جاتے ہیں چار لاکھ کی جماعت اور خریدار اُردو انگریزی دو ہزار بھی نہوں افسوس کی بات ہے اگر خریدار نہ بڑھاؤ گے تو اس کا خرچ پھر بھی تم پر ہے +

مقبرہ بہشتی۔ وصیتوں میں بہت ترقی ہوئی سال زیر رپورٹ میں ۴۶ وصیتیں ہوئیں مگر یہ کچھ اطمینان بخش نہیں چار لاکھ میں سے ہر فرد کا فرض ہے کہ وصیت کرے +

بیت المال جسمیں مہمانداری اخراجات جلسہ اور وظائف اہل بیت و خاندان حضرت خلیفہ اوّل شامل ہیں۔ ۱۶ ہزار کا مقروض ہے یہ ہم سے جُدا ہونیوالوں کے زمانے سے مقروض چلا آتا ہے دراصل یہ خمیازہ ہے اس بے ادبی کا جو ان نادانوں نے حضرت مسیح موعود پر گمان کیا کہ حضور کے ہاتھ میں انتظام رہنے سے خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ معترضین خود تو چلے گئے۔ مگر اس کا اثر ہم پر بھی پڑا +

شفاخانہ۔ اسمیں ۳۷۰۔ اپریشن ہوئے ۳۵۵۹۸ کو دوائی دیگئی۔ اسکی آمد کے متعلق تجویز ہوئی ہے۔ پہلی تاریخ کی آمد ہر ڈاکٹر طبیب اس میں دیا کرے اسپر عمل ہونا چاہیئے +

تفصیل آمد و خرچ

تعلیم۔	آمد	۶ — ۱۴ —	۲۰۷۹۸
	خرچ	۱ — ۱۳ —	۱۹۷۳۳
مدرسہ احمدیہ	آمد	۱۰ — ۱۲ —	۶۷۰۴
	خرچ	۹ — ۱۲ —	۹۳۹۹
اشاعت	آمد	۱۰ — ۱۲ —	۹۰۵۵
	خرچ	۶ — ۴ —	۸۵۵۶
بیت المال	آمد	۸ — ۱۲ —	۱۴۶۴۵
	خرچ	۳ — ۱۰ —	۲۳۹۲۷
مقبرہ بہشتی	آمد	۵ — ۱۱ —	۱۲۶۱۲
	خرچ	۰ — ۰ —	۵۴۲۳
تعمیر	آمد	۶ — ۶ —	۱۲۵۲۴
	خرچ	۰ — ۱۳ —	۹۵۱۴
مساکین	آمد	۰ — ۰ —	۳۳۲۲
	خرچ	۰ — ۰ —	۵۴۵۲
یتامیٰ	آمد	۰ — ۰ —	۹۶۶
	خرچ	۱۱ — ۴ —	۲۴۴۰
زکوٰۃ	آمد	۰ — ۰ —	۹۹۲
	خرچ	۰ — ۰ —	۲۷۵۳
متفرق	آمد	۴ — ۵ —	۷۰۹۵
	خرچ	۶ — ۱۵	۶۰۶۵
بورڈر مدرسہ احمدیہ	آمد	۰ — ۰ —	۴۴۱۰
	خرچ	۰ — ۰ —	۳۹۹۷
بورڈر ہائی	آمد	۶ — ۱۲ —	۱۷۳۱۴
	خرچ	۹ — ۱۱ —	۱۸۹۴۴
کل آمد		۹ — ۲ —	۱۲۰۱۳۱
خرچ		۸ — ۲ —	۱۲۲۸۰۳

مندرجہ ذیل مدیں مقروض ہیں :-

مدرسہ احمدیہ	۰۰ ۰۰	۸۱۶۵
یتامیٰ	۰۰ ۰۰	۱۶۷۰
بیت المال	۰۰ ۰۰	۱۶۶۲۰
تعمیر	۰۰ ۰۰	۲۲۸۵
قریباً		۳۰۰۰۰-

اس رپورٹ کے تمام اعداد کے بارے میں یاد رکھنا چاہیئے کہ زبانی سُنکر اسی وقت لکھے گئے اس لئے ممکن ہے کہ بعض اعداد غلط ہوں۔ چونکہ اصل رپورٹ نہیں مل سکی اس لئے یہی اعداد دیئے گئے + پہلے سات صیغے مقروض تھے اب صرف ۴ صیغے مقروض رہ گئے ہیں۔ صدر انجمن کے وسائل آمد مستقل چندے ہیں اور یہ کہ ملازم ۶ پائی فی روپیہ دیں اور زمیندار فی من ایک سیر۔ مگر اسپر نہایت ضابطہ سے عملدرآمد نہیں ہوتا۔ رپورٹ کا ایک ضروری حصہ یہ تھا کہ صدر انجمن کے ماتحت بیرونی انجمنوں نے سلسلہ کی مالی امداد میں کیا حصہ لیا وہ غالباً قلت وقت کی وجہ سے نہیں سُنایا گیا اس کے بعد اپیل کیگئی اور بتا دیا گیا۔ کہ دوسری انجمنوں کی طرح یہاں ایکٹ نہیں ہونگے نہ نیلام +

اللہ کے دین کی نصرت میں جو کچھ کسی کی استطاعت میں ہے خالصۃً لوجہ اللہ دے۔ چونکہ اسوقت محاسب صاحب بھی موجود نہ تھے اور نماز کا وقت قریب تھا۔ اور احباب کا ایک حصہ دارالامان میں تھا اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ چندہ کی کارروائی پھر ہو۔ اجلاس برخاست ہوا +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف تحریکیں

لوگ وضو کر کے مسجد نور میں جمع ہوئے۔ اور وہاں درثمین وغیرہ کی نظمیں پڑھی جاتی رہیں کچھ یہ ہُوا کہ بعض اشیاء جو ایک دوسرے سے بدل گئی تھیں ان کے اعلانات ہوئے۔ ۲ بجے میر حامد شاہ صاحب نے اپنی نظم سُنائی۔ پھر اسکے بعد حضرت میر ناصر نواب صاحب کیطرف سے دَورالضعفاء میں ایک مسجد اور دارالاضیاف بنانیکی تحریک ہوئی اور اڑھائی سو کے قریب چندہ جمع ہُوا۔ صدر انجمن کیطرف سے چندہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اسی اثناء میں ۲½ بجے حضرت اولوالعزم تشریف لائے پہلے نماز ہوئی اور نماز کے بعد چندہ کی بقیہ کارروائی۔ حضور نے ایک سو روپیہ چندہ دیا۔ چندہ کے بعد کچھ نکاحوں کے اعلان ہوئے پھر حضور نے چند لوگوں کی سفارشیں فرمائیں۔ از انجملہ حافظ محمد ابراہیم مہاجر کی درخواست تھی کہ میرے مکان کا بندوبست ہو۔ اسّی روپے انکے لئے جمع ہوئے پھر حضرت میر حامد شاہ صاحب نے مکرر اپنی نظم سُنائی۔ حضور نے فرمایا۔ اس کا ایک شعر تو ایسا ہے جسپر میں تقریر کر نیوالا تھا +

نظم

اگر ہو آرزو حمد و ثنا کی
کرو تم جسقدر چاہو خدا کی

ہے ذات پاک کیا الحمدللہ
بڑی ہے شان میرے کبریا کی

بڑا صاحب نصیب اور بختور ہے
ملی ہے جسکو دولت اتقا کی

کہ وہ ہر حال میں سنت کو جاری
ہدایت ہے محمد مصطفےٰ کی

مٹا دو غیر رسموں کو مٹا دو
نہ بھڑکے آگ تا قہرِ خدا کی

نہ ہو دل میں خیال مشرکانہ
بناء رکھو نہ تم جور و جفا کی

نہ ہو دُنیا کی خاطر بغض و کینہ
نہ حق تلفی ہو مخلوق خدا کی

قیامت کو کہ ہوگا روزِ محشر
وہاں تشویش ہوگی اک بلا کی

کرے خود مغفرت کا اپنی سامان
کسی نے گر یہاں کوئی خطا کی

اسی کو قادیان دارالاماں ہے
کہ جس نے فکر کی روزِ جزا کی

غنیمت ہے یہاں کا آنا جانا
یہاں آواز آتی ہے ہُدا کی

یہاں پاتے ہیں ہم فضلِ عمر کو
نشانی ہے یہ اپنے مقتدا کی

ظہورِ قدرت حق ہوگا اس سے
بشارت ہے مسیح مصطفےٰ کی

رواں ہے نورِ حق فضل و زبان سے
علامت اسکی ہے قلبِ صفا کی

چمکتا جائے گا یہ نور ہر دم
خدا کے مرد پر رحمت خدا کی

کرے جا خدمتِ دیں تو شب و روز
نہ کر پرواہ گر کوئی ہے ہنسا کی

تجھے تو اک لگن ہے دلربا کی
دکھائے گی ہمیں نصرت خدا کی

دکھائے گی ہمیں نصرت خدا کی
چمک پائینگے کل تیری ضیا کی

ضرورت ہے ہمیں تیری دُعا کی
نہیں وہ ماستہ مرضی خدا کی

ہر اک بگڑی اسی سے ہے بنا کی
دعاؤں پر دُعائیں تو کئے جا

کھلے گا ایک دن یہ غنچۂ دل
ہمیں ہے آمد لگ رہی بادِ صبا کی

خدا نے تجھ کو خود سمجھا دیا ہے
نہیں حاجت کسی کی التجا کی

دُعا حامد کی سُن لے اے خدا تُو
کہ بندہ ہے ترا اور کرم خاکی

بڑھ گئی آپس کی اب تکرار دیکھا چاہئے
غیب سے ہوتا ہے کیا اظہار دیکھا چاہئے

پردۂ یاری میں یاروں نے دکھایا وہ رنگ
کہہ رہے ہیں مُنہ پہ سب اغیار دیکھا چاہئے

ہمنے جو دیکھا سُنا ہے کب گوارا ہے ہمیں
دیکھنا ہم کو بڑا ناچار دیکھا چاہئے

ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں لوگ
پیش آئی سنت ابرار دیکھا چاہئے

ہمتِ مرداں پہ ہے رحم خدا کا انتظار
کیا دکھاتی ہے ہمیں سرکار دیکھا چاہئے

ہاتھ ہیں ہمنے دیدیئے فضلِ عمر کے ہاتھ میں
بگڑے ہم سب کے سب انصار دیکھا چاہئے

یہ تجارت وہ ہی آیا جسکے حق میں لن تبور
ہوگی کیسے رونقِ بازار دیکھا چاہئے

وقتِ خدمت ہے کروسب یہ خدمت ادا
راہِ حق میں کون ہے زردار دیکھا چاہئے

نونہالانِ چمن سو گلشنِ احمد کھلا
کیا بھلا لاتے ہیں برگ و بار دیکھا چاہئے

سرزمینِ ہند میں ارض حرم ہے قادیاں
نائبِ احمد کا یہ دربار دیکھا چاہئے

شوکتِ احمد نمایاں ہو رہی ہے آجکل
قادیاں میں رفعت مینار دیکھا چاہئے

سلسلہ کی اب ترقی کا زمانہ آگیا
کس طرح مجمع ہے سرشار دیکھا چاہئے

چشم بینا دیکھ لیگی اب عیاں اچھا بیاں
کون ثابت ہوگیا حقدار دیکھا چاہئے

کیا نہیں دیکھا ہزار ہا سال نحوی بہا
ابتدا سے اس کا آخر کار دیکھا چاہئے

ابنِ عیساں آئے گا ایک دن پہ دیکھنا
کس طرح ہوتا ہے گوہر یار دیکھا چاہئے

ہم بصیرت پر ہیں حق سے تابع وحی خدا
دِن بدن اب اس کا ہے اظہار دیکھا چاہئے

فیصلہ کیسے جو چاہے منکر وحیِ خدا
کیا ہے حکم و داورِ دادار دیکھا چاہئے

یہ بشیرالدین جو ہے آجکل محمود قوم
دین کا یہ ہے علم بردار دیکھا چاہئے

انتظاری تیری نصرت کی ہے اے پیارے خدا
کر چکے سب ہار تیرا ہار دیکھا چاہئے

خاتمہ بالخیر ہو حامد کی ہے یہ التجا
کس طرح ہوتا ہے بڑا یار دیکھا چاہئے

سوا ۴ بجے حضور نے تقریر شروع کی۔

حضور کی تقریر دلپذیر

حضور نے اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ پڑھ کر فرمایا۔ کہ رسول اللہ کے استغفار کے سمجھنے نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے مسلمان عیسائی ہوگئے۔ قرآن مجید میں تین جگہ رسول اللہ کے لئے استغفار کا لفظ آیا ہے اور تینوں جگہ دشمنوں کے ہلاک ہونے اور آپ کی فتح کا ذکر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب مفتوح قوم کی تعداد بڑھتی ہے تو فاتح قوم میں بھی اسکی بدیاں آجاتی ہیں۔ نبی کا کام ایک معلم کا کام ہے۔ اور ایک معلم بلحاظ بشریت اتنی تعداد کو سنبھال نہیں سکتا تو اس میں نقص آنے کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ لاکھوں کی جماعت کو سبق دینا انسان کا کام نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے بلکہ ہوتا ہے کہ بعض تعلیم سے خالی رہیں یا خام رہیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ اس کے لئے دُعا کرو کہ مولیٰ یہ اب آدمی کا کام نہیں رہا۔ تو خود ہی ان کا محافظ ہو۔ اور آپ ہی اپنے بندوں کو سنبھال اور اس میل جول کے بدنتائج سے محفوظ رکھ +

اس استغفار کا نتیجہ ہے کہ رسول اللہ کے زمانے میں جو ملک اسلام لائے وہ کسی ایسے فتنے میں شریک نہیں ہوئے جو مسلمانوں کے لئے تباہ کُن ہو۔ کوفہ۔ بصرہ۔ مصر کے لوگ تو شامل ہوئے۔ مگر یمن حجاز۔ نجد کے شامل نہ ہوئے۔ بلکہ میں کہتا ہوں شام بھی شامل نہیں ہُوا۔ جو گو رسول اللہ کے عہد میں فتح نہیں ہُوا تھا۔ مگر حضور انور نے وہاں فوج کشی کی تھی۔ اتنی برکت بھی کام دے گئی۔ یاد رکھو کہ ترقی کا زمانہ وہی ہوتا ہے۔ جب فساد پیدا ہونے لگتا ہے اور خدا نے مجھے پہلا موقعہ دیا ہے کہ قرآن سے علم پاکر تمہیں اس فتنہ سے متنبہ کرتا ہوں اور اس کا علاج بتاتا ہوں جس سے خلافتیں تباہ ہوئیں اور خلافت کا سلسلہ رُک گیا اور مسلمانوں میں تباہی آئی اُس آنے والے فتنہ کے سامنے یہ فتنہ (پیغامی) کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ وہ تو ایسا فتنہ ہے جو سمندر کیطرح لہریں مارتا ہے +

سنو! وہ وقت قریب ہے جب گاؤں کے گاؤں فوج در فوج لوگ سلسلہ میں شریک ہوں۔ مگر یاد رکھو کہ مسیح موعودؑ کے صحابہؓ اور خدا کے مقرر کردہ مرکز میں رہنے والے جنھوں نے مسیح موعودؑ کے مبارک ہاتھوں سے تربیت پائی بطور ستون کے ہیں۔ ان نئے آنے والوں کے دلوں میں وہ جوش وہ ایمان وہ اخلاص نہیں ہو سکتا جو ان صحابہ کے دلوں میں ہے۔ میرا یہ مذہب تو نہیں کہ صحابہؓ نبی سے بڑھ کر بعد میں آنے والوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوسکتا۔ مگر غالب و اکثر حصہ صحابہؓ کا ہی اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ ہاں صحابہ میں سے جو ادنیٰ یا اوسط ہوں۔ ان سے بعد میں آنے والے خواص مثلاً سید عبدالقادر جیلانی امام ابوحنیفہ وغیرہ فقہاء و اولیائے اسلام ہاں جزوی فضیلت صحبت کی جو صحابہؓ کو ہے وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتی +

پس بعد میں آنے والوں کے لئے یہ تو ممکن ہے کہ وہ علم میں بڑے ہوں حضرت اقدسؑ کی کتابوں اور تحریروں کو بھی خوب پڑھیں مگر وہ خشیت اللہ جو ایک نبی کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے وہ ان سب میں نہیں ہوگی +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے بعد آنے والے ترجمہ پڑھ سکتے ہیں۔ کتابیں پڑھ سکتے ہیں۔ مگر خشیۃ اللہ نہیں پڑھ سکتے۔ وہ تو تم سے سیکھینگے پس قبل اسکے کہ ان لوگوں کا اژدہام ہو تم معلم بننے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم آج گمراہ سمجھے جاتے ہیں مگر وقت آتا ہے کہ تم ایک دنیا کے ہادی ہونگے۔ مسیح موعود نے تو تمہیں کہا۔ کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ مگر میں اسی کے ساتھ کہتا ہوں وہ وقت بھی آئیگا کہ مسیح موعود کے کپڑوں سے برکت پانے والوں سے دنیا کی قومیں برکت پائینگی۔ مگر ہر انعام کیساتھ ابتلا ہے سنو! جب فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ تو وہ مدینہ (مرکز اسلام) میں نہیں آتے تھے۔ انہوں نے قرآن مجید پڑھا۔ مگر وہ خشیت حاصل نہ کی جو صحابہ میں تھی۔ پس انہوں نے صحابہ کو قتل کیا۔ اور انکی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے۔ اس فتنے میں صحابہ سے کوئی شریک نہ ہوا۔ سوائے عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر اور ایک اور کے۔ اور یہ بھی جس غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ اگرچہ وقت تنگ ہے۔ مگر تمہیں بتاؤں گا۔ پس اگر تم اس فتنہ سے بچنا چاہتے ہو۔ تو اپنے آپ کو معلم بنانے کے لئے تیار رہو۔ اور مرکز سلسلہ سے تعلقات مستحکم کرو۔ یہاں بار بار آؤ۔ بار بار ملنے سے خلافت سے تعلقات مستحکم کرو۔ جھوٹی افواہوں سے بچو۔ بعض شریر مرکز میں رہکر بعض ایسے خطوط لکھتے ہیں۔ جس سے نیکدل صحابہ بھی غلط فہمی میں پڑ سکتے ہیں۔ مگر وہی صحابہ مسیح موعود جو خود مرکز میں اکثر نہیں آتے یا آتے ہیں۔ تو ایسے طور پر رہکر چلے جاتے ہیں۔ کہ ان کو اصل حالات سے خبر نہیں ہو سکتی۔ پس تم مرکز سے اپنے تعلقات مضبوط کرو۔ قادیان کی ایک ایک اینٹ خدا کی ہستی کو ثابت کرتی ہے وہ مقام جس میں نبی مبعوث ہو اسے برکت دیجاتی ہے ابھی تو ہمارے لئے ایک اور فضل بھی ہے کہ مسیح موعود کے صحابہ موجود ہیں پھر وہ بھی موجود ہے جس کے ہاتھ پر جماعت کو اللہ تعالےٰ نے اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسوقت کو مبارک سمجھو۔ مدینہ کیوں بابرکت ہے اسلئے کہ رسول اللہ نے اس میں اپنی عمر کے دس سال گذارے۔ قادیان میں رسول اللہ کے بروز کامل نے اپنی ساری عمر گذاری۔ مدینہ ابتک بابرکت ہے اور اس کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے حالانکہ نہ اس میں صحابہ ہیں اور نہ مسجد کے امام بھی وہ ہیں جو مسیح موعود کے منکر ہیں۔ پس قادیان کی عظمت کو سمجھو۔ اور یہاں بار بار آؤ۔

اسکے بعد حضور نے تمام وہ تاریخ نہایت دردناک الفاظ میں سنائی جس سے حضرت عثمان شہید ہوئے اور آپنے بتایا کہ کسطرح شریروں نے خود بخود دور دراز خط لکھکر مرکز اسلام مدینہ سے اور خلافت سے باہر کے لوگوں کو بدظن کیا اور پھر حضرت علی اور حضرت عثمان کے آپسمیں اختلاف کی افواہیں اڑائیں اور باہر کے گورنروں کی نسبت جھوٹی شکایتیں سنائیں اور دل میں یہ مرکوز کر دیا کہ بڑا ظلم ہو رہا ہے اور پھر اسی سلسلہ میں حضرت علی اور طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ کی باہم غلط فہمی کا تذکرہ کیا اور اخیر پر فرمایا کہ دیکھو تم صحابہ کی طرح ایسے لوگوں ایسے مفسدوں پر نیک گمان نہ کرنا۔ بلکہ خود مرکز میں آکر مرکز میں رہکر اصلی حالات معلوم کرنا۔ اور جب کوئی فتنہ اٹھنے لگے وہیں اسکا علاج کرنا اور استغفار پر بہت زور دینا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک طرف کہتے ہیں کہ مولوی صاحب خلیفہ اوّل انجمن پر حکومت نہیں چاہتے تھے اور اسے مطاع سمجھنے دوسری طرف سید حامد شاہ صاحب کے پاس انکے دستی خط موجود ہیں کہ مولوی صاحب انجمن پر حکومت کرتے ہیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے خاص علم دیا ہے کہ خلیفوں کی خلافتیں کیونکر تباہ ہوئیں پس ان اسباب کا تم ازالہ کرو میں نہیں جانتا کہ ایسے فتنے میرے زمانہ میں آئینگے یا کسی میرے بعد آنے والے خلیفے کے زمانہ میں میرے پر تو اللہ کا فضل ہے کہ یہ صحابہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جنکے دلوں میں خشیت الٰہی ہے مگر خدا کی ہزاروں رحمتیں نازل ہوں اس آنے والے پر اور ہزاروں برکت اس مرد پر جو اس زمانہ میں آئے گا۔ جب صحابہ نہیں ہونگے یا بہت کم ہونگے حضرت علی سے کسی نے کہا کہ ابوبکر و عمر کے عہد میں تو ایسے فتنے اور بدانتظامیاں نہیں ہوتی تھیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر و عمر کے ماتحت تو میرے جیسے تھے اور میرے ماتحت تم جیسے ہیں یہ حالات اور الفاظ (جینے خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھے ہیں اصل تقریر بعد نظر ثانی مکمل چھپے گی) ایسے رقت انگیز اور مؤثر تھے کہ چار ہزار احمدیوں میں سے کوئی ایسی آنکھ نہ تھی جو اشکبار نہ ہو۔ اور کوئی ایسا دل نہ تھا جو اسوقت محبت الٰہی میں بیقرار نہ ہو بعض لوگ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے اسوقت ملائکہ کی رحمت اور سکینت الٰہی کا نزول تھا۔ خدا کے اولوالعزم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دیر تک دعا فرمائی۔ سوا چھ بجے کے قریب تقریر ختم ہوئی وضو کیا نماز مغرب و عشاء پڑھی اسوقت بھی لوگ رو رہے تھے یہانتک کہ ایک ابر کا ٹکڑا آیا اور آسمان سے آب نصرت ٹپکنے لگا انتخابات کیوقت بوندیں پڑ رہی تھیں وہ ایسی قبولیت کا وقت تھا کہ میں یقین کرتا ہوں اسوقت جو دعائیں کی گئیں قبول ہوئیں۔

۲۹ر دسمبر کو صبح سے لوگ جانے شروع ہوئے مگر نصف سے زیادہ ابھی یہیں تھے مسجد اقصےٰ میں مفتی صاحب نے پیارے مہدی کے پیارے حالات سنائے افسوس کہ اسوقت میرے پاس کاغذ نہ تھا ورنہ یہ بیان تو میری روح کی غذا تھا۔ تاہم اپنی یادداشت کی بنا پر کچھ لکھتا ہوں۔

(۱) ایکبار کسی نے شکایت کی کہ فلاں نان پز روٹی چراتا ہے فرمایا ایک روٹی کے لئے وہ دوبارہ دوزخ میں منہ ڈالتا ہے اگر وہ تم جیسا متقی ہوتا۔ کیوں تمہارے جیسی اعلیٰ ملازمت پر نہ ہوتا (۲) ایک نوکر کی مختلف شکایات حضور میں پیش ہوئیں فرمایا کوئی ایسا نوکر لاؤ جسمیں کوئی نقص نہ ہو پھر اسے موقوف کر دینگے (۳) اسلام کی فلاسفی کا مضمون حضور نے لیٹے لیٹے بجات عالمات لکھا تھا جو آج یورپ والوں کو زندگی اور روحانی صحت بخش رہا ہے خواجہ صاحب نے اسی مضمون کی طفیل ابتداء میں لوگوں کو اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اب تو اپنے نادی کا نام ستم قاتل سمجھتے ہیں۔

چونکہ خواجہ صاحب کا ذکر آگیا تھا اسلئے اس ضمن میں مفتی صاحب نے اس امر کو واضح کیا کہ حیدرآباد میں یہ کہکر کہ میں جو اسلام پیش کرتا ہوں۔ اسمیں مسیح موعود کا ذکر نہیں جو روپیہ حاصل کیا وہ انکی کامیابی نہیں بلکہ یہ در اصل غیر احمدیوں کی کامیابی ہے کیونکہ پہلے خواجہ صاحب نے صحیفہ آصفیہ لکھا اور اسکی سطر سطر میں حضرت اقدس کا نام لکھا اسوقت حیدرآباد میں انکی کتاب ردّی میں ڈالی گئی کیونکہ خواجہ صاحب کا منشا احمد مرسل کی رسالت ثابت کرنا تھا اور غیر احمدیوں کا منشا رہتا۔ کہ یہ نام اسلام کیلئے ستم قاتل ہے اب دیکھئے خواجہ صاحب جاتے ہیں اور حضرت اقدس کا نام ستم قاتل بتاتے ہیں تو انکی آؤ بھگت ہوتی ہے اب بتاؤ کامیاب کون ہوا خواجہ یا غیر احمدی۔ اسی سلسلہ میں آپنے وہ قصہ بھی سنایا کہ اسلام کی فلاسفی کا مضمون بالا رہنے کے متعلق جو اشتہار تھا اسے خواجہ صاحب نے لاہور میں قبل از وقت شائع کرنیسے احتراز کیا۔ چند اشتہار ان سے چھین کر تقسیم کئے گئے یہ ان کے ایمان اور ایقان پر مسیح موعود کا پردہ براندازہ ہے بلکہ مضمون دیکھکر کچھ گھبراہٹ ظاہر کی تو حضور نے فرمایا۔ عطار کی دکان میں عطر کی خوشبو نہیں آتی اسے باہر لیجاؤ تا تمہیں معلوم ہو کہ آمیں کیا ہے؟ اسی سلسلہ میں آپنے بتایا کہ خدا کے

بار بار آؤ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنائے ہوئے خلیفے تو جو کام کرتے ہیں۔ وہ اس جلسہ کی رونق اور دو ہزار کے قریب ایکسال میں نئے احمدی ہونے سے واضح ہو اب جو خلیفے انسان نے بنائے انکا کام اور انجام دیکھئے میر حامد شاہ صاحب تو خلافت ہی چھوڑ کر حضرت فضل عمر کے خدام میں داخل ہو گئے (۲) مولوی غلام حسن صاحب نے آسمیں کوئی دلچسپی نہ لی۔ نہ کوئی نیا احمدی بنایا جو بحیثیت خلیفہ قابل ذکر ہو (۳) خواجہ صاحب کو لنڈن کیلئے خلیفہ بنایا گیا تھا اور خلیفہ تو احمدی بنانے کے لئے بنایا تھا۔ مگر انہوں نے خلعت خلافت پہننے کے بعد اعلان کیا کہ احمدیت کا ذکر ہی سم قاتل ہے۔ چوتھا خلیفہ انہوں نے حضرت میاں صاحب کو بنایا۔ مگر حضور کو اللہ نے خلیفہ بنایا اور حضور نے انکی دی ہوئی خلافت ان کے منہ پر ماری۔ آپ کے خدام میں بعض ایسے ہیں جنھوں نے ایکسال میں کئی سو نئے احمدی بنائے۔ حالانکہ ان خلیفوں کے امیر نے بھی تا حال ایک سو نیا احمدی نہیں بنایا۔ اسی سلسلہ گفتگو میں آپنے بتایا کہ حضرت مولٰنا نورالدین کی خلافت کے وقت سب خموش رہے یا خدا ظاہر فرمائے کہ مسیح موعود کے سلسلہ میں خلافت ہے۔ اور خلافت ثانی کیوقت چند بڑوں کو مخالف بنا کر خدا نے یہ بتایا کہ خلیفے خدا ہی بناتا ہے اگر انسان کا کچھ بس ہوتا۔ تو یہ بڑے بڑے لوگ روک ڈالنے میں کامیاب ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے تو مینار المسیح ہی سیانا ہے۔ بنیاد تو اسنے اپنے مسیح کے ہاتھوں سے رکھوالی پھر کنوئیں کے پرلی طرف سر نکالکر ٹھہرا رہا۔ اب جب وہ لوگ جو علم الٰہی میں اس قابل نہ تھے کہ ان کے نام سلسلہ کے رفقاء و خدام میں درج ہوں نکل چکے تو یہ بھی مکمل ہوا۔ اسکے بعد آپنے پیارے مہدی کے پیارے حالات سنانے شروع کئے

(۱) عورتوں کے متعلق فرمایا یہ بعض مرد جو انہیں مارتے ہیں یہ اگر پہلوان بننا چاہتے ہیں تو اکھاڑے میں جائیں۔ ایک ضعیف الخلقت پر زور جتانا کونسی مردانگی ہے (۲) حضرت ام المومنین نے ایکبار زور دیا۔ کہ والان بنوایا جائے مولٰنا عبدالکریم مانع ہوئے کہ صحن چھوٹا ہو جائیگا۔ آپ نے فرمایا جس پاک اولاد کا وعدہ خدا نے مجھے دیا وہ اسکے بطن سے ہوگی اسلئے میں تو اسے شعائر اللہ سے سمجھتا ہوں اور اسکا ادب کرتا ہوں۔ (۳) ایک دفعہ اس لڑکے کو جو میاں شریف احمد کو اٹھائے جا رہا تھا کسی نے مارا حضور نے فرمایا اس مارنے والے نے میری بے ادبی کی کیونکہ اسنے اس بچہ کے اٹھانے والے کو مارا جو خدا کا ایک نشان ہے وہ لوگ غور کریں۔ جو حضرت صاحب کی پاک اولاد پر زبانوں کی چھریاں تیز کرتے رہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اس موقعہ پر لطیف بات بیان کی کہ دعائیں تو حضور نے سب خدام کے لئے کیں مگر اپنے بیٹوں کے لئے جو دعائیں کیں انہیں چھاپ دیا۔ آسمیں کیا حکمت تھی؟ یہی کہ بگڑنے والے مرید سچے جب میری دعاؤں سے تم لوگ بڑے بن گئے تو کیا وجہ ہے کہ جن کے حق میں میں نے ایسی ایسی دعائیں کی ہیں۔ وہ مرجع سفہاں اور دین کے رہبر نہ بنیں (۴) حضور کی نماز کا طریق سنایا۔ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے مگر رکوع پالینے والے کی رکعت ہو جانیکا فتوٰی دیتے تھے (ب) وتر دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دیتے تھے (۵) حضور مجھے (مفتی صاحب) یکہ میں ساتھ بٹھاتے تھے۔ ایکبار سخت دھوپ میں گورداسپور سے چلے اللہ نے ابر کا ٹکڑا بھیجا جس نے قادیان تک سایہ کیا (۶) لباس میں حضور تکلف نہ کرتے تھے۔ غرارہ بھی پہنا ہے۔ شرعی پاجامہ بھی۔ کوٹ بھی۔ واسکٹ بھی چوغہ بھی۔ جوتا جیسا ہوتا پہن لیتے بوٹ بھی پہنے۔ مگر دائیں بائیں کے متعلق وقت پیش آنے کی وجہ سے اُتار دیا۔ (۷) خواجہ صاحب نے ایک دفعہ سارا سر منڈا دیا فرمایا خواجہ صاحب یہ تو منافقوں کی علامت ہے (۸) حضور سے بڑھکر بینے کسی کو سخی نہیں پایا۔ جب کوئی دوائی مانگتی تو سو سو روپے قیمت کی دوائی بھی دیتے تو مٹھی بھر کر (۹) خدام کے درمیان ایک دوست کی طرح بیٹھتے اپنے لئے کوئی امتیاز نہ رکھتے (۱۰) کھانا پہلے باہر کھاتے تھے کوئی ۱/۴ حصہ روٹی ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھر کھاتے تھے محویت کا یہ عالم کہ بعض اوقات یہ یاد نہ رہتا کہ کھانا کھا چکا ہوں یا ابھی کھانا ہے (۱۱) خدمت دین میں ایسے مستعد کہ بینے پاس بیٹھکر دیکھا۔ ساری ساری رات لکھنے میں گذار دیتے آسمیں مبالغہ نہیں بلکہ امر واقعہ ہے (۱۲) ایک دفعہ گرمی بہت تھی کسی نے عرض کیا حضور پنکھا لگوا لیں فرمایا ٹھنڈی ہوا آئیگی تو نیند آجائے گی۔ دین کا کام رہ جائیگا۔ (۱۳) سیدنا محمود کی عمر ۸ سال تھی جو مسیح موعود کے ساتھ نماز پڑھنے تشریف لایا کرتے تھے ایک دفعہ آپ سجدے میں اتنے روئے کہ مسیح موعود نے تعجب سے پوچھا کہ محمود! آج تم اتنے کیوں روئے۔

چند ریزولیوشن جو پاس ہوئے

اصل عبارت ملحوظ نہیں۔ مطلب لکھتا ہوں۔ بس اس مفہوم کے ریزولیوشن اتفاق حاضرین پاس ہوئے۔

(۱) گورنمنٹ کا شکریہ کہ مالابار کے مظلوم احمدیوں کی بہت امداد فرمائی۔

(۲) اس امر میں ہم متفق ہیں۔ کہ چھوٹے بچوں کے ہاتھ سگریٹ نہ فروخت ہوں۔

(۳) ہمارا رواج شریعت اسلام سمجھا جائے اور احمدی جماعت کے مقدمات وراثت شریعت کے مطابق فیصلہ ہوں اور شریعت وہ معتبر ہے جو ہمارا خلیفہ اور اس سلسلہ کے علماء بتائیں اسکے علاوہ یہ تجویز بھی پاس ہوئی کہ پیغام سوسائٹی لاہور کو جن مبایعین نے روپیہ دیا اور حصص خرید کئے وہ اپنا روپیہ بذریعہ میر قاسم علی صاحب یا ایک شخص مجاز واپس وصول کریں (۲) مسجدیں ہر شہر ہر قصبہ ہر گاؤں میں اپنی ہوں اور نماز باجماعت کا التزام ہو (ب) قبرستان بھی اپنے ہوں ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک اجلاس رہا۔ اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور عصر کے بعد درس قرآن مجید حضرت اولوالعزم نے دیا مولوی بہاءالدین خان صاحب نے اپنا عربی اور فارسی قصیدہ سنایا جو نہایت ہی پسندیدہ تھا اور انکے اخلاص و علمیت کا مظہر۔

حضرت اولوالعزم کی تقریر بے نظیر

۳۰ دسمبر کو احباب مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور مستورات بھی مسجد کے ایک حصہ میں برعایت پردہ شامل ہوئیں بعض کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے واپس جانا پڑا۔ حضور تشریف لائے پہلے قاسم علیخان صاحب رامپوری (بلکہ مجھے قادیانی لکھنا چاہئے) نے اپنی دو نظمیں سنائیں جو بہت ہی مرغوب ظاہر تھیں۔ اسکے بعد حضور نے اس سوال کے جواب میں تقریر کی کہ ایک ہی شخص کے چار نام کسطرح ہو سکتے ہیں اور کیونکر وہ بہت سے نبیوں کا بروز ہوا۔ حضور کی تقریر ہمیشہ خاموشی سے سنی جاتی ہے مگر اس تقریر میں کچھ ایسی بات تھی کہ سامعین باوجود ادب اور رعب کے بے اختیار سبحان اللہ باآواز بلند پکار اٹھتے تھے اور ہمارے بھائی پیغمبر اسنگھ (جو مخلص احمدی ہیں) تو اپنے وجد میں عجیب عجیب کلمات کہے۔ اس تقریر کے بعد ہر احمدی ایک کیفیت میں تھا اور رحیق معرفت کے نشے میں سرشار خلاصہ عرض کرتا ہوں اگرچہ وہ اس تقریر کے اصل حسن کو نہیں دکھا سکتا بلکہ اصل مطلب بھی نہیں پہنچا سکتا۔

(۱) کان الناس امۃ واحدۃ الآیۃ۔ بنی نوع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان میں ایک ہی مذہب تھا اختلاف پھیلا تو رسول مبعوث ہُوا کچھ ماننے والے کچھ نہ ماننے والے پھر اختلاف ہُوا۔ تو اور رسول مبعوث ہُوا۔ پھر اور دو فرقے پیدا ہو گئے۔ اس طرح پر مذہب بڑھتے گئے۔ پھر جب مختلف مذاہب پیدا ہو گئے تو مشیت ایزدی نے چاہا کہ جیسے وہ پہلے ایک تھے پھر انہیں ایک کر دیں پس خاتم النبیین مبعوث ہوئے۔ انہوں نے اس مقصد کی بنیاد رکھی اور اللہ نے چاہا کہ آپ کے ایک خادم کے ہاتھ پر یہ کام ہو کہ کل سعید روحیں ایک کلمہ پر جمع ہوں۔ اسکے لئے خدا نے ایک تدبیر فرمائی وہ یہ کہ جیسے جھگڑوں میں سب متخاصم فریق ایک شخص واحد کو پنچ مقرر کر لیتے ہیں اسی طرح خدا نے ایک حکم کل مذاہب کے بانیوں کا قائمقام مقرر کر دیا۔ اور اسنے ان سب میں فیصلہ کیا۔ پس ایسے حکم کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہر مذہب کے مسلّم نبی کا نام پائے اور اسکا قائمقام بنکر آئے۔ پس آنیوالا نبی کرشن بھی ہے بدھ بھی ہے مسیح بھی ہے محمد مہدی بھی ہے مگر پھر وہ ایک ہی حقیقت منتظرہ ہے مولانا روم نے ایک حکایت لکھی ہے کہ چار سوالی تھے جو اپنی اپنی بولی میں انگور مانگتے تھے حالانکہ وہ ایک ہی چیز تھی۔

(۲) کسی شخص کے چار نام بڑی بات نہیں رسول اللہ نے بخاری میں اپنے پانچ نام بتائے۔ محمد۔ احمد۔ حاشر عاقب

(ب) لوگ بچوں کے کئی نام رکھتے ہیں (ج) ہم کب کہتے ہیں وہی کرشن وہی بدھ وہی مسیح وہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم تناسخ کے قائل نہیں کہ ان سب کی روح ایک میں حلول کر گئی انکی خو بو پر آنا مراد ہے۔ جب نشانات جو آنے والے کے لئے مقرر تھے پورے ہو چکے اور تناسخ بھی صحیح نہیں اور پیشگوئیاں بھی ہر مذہب کے الفاظ میں درست ہیں تو ماننا پڑیگا کہ ان اوصاف کا ایک ہی شخص بہت سے نبیوں کا بروز ہو کر یعنی ان کی صفات کاملہ کا مظہر بنکر آنے والا تھا۔

(۳) دیکھو رستم ایک بہادر تھا۔ حاتم ایک سخی تھا۔ جالینوس ایک طبیب تھا۔ افلاطوں ایک فلسفی تھا۔ مگر کیا ممکن نہیں اور ہمارا مشاہدہ نہیں کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں بہادر بھی ہے سخی بھی ہے طبیب بھی ہے فلسفی بھی ہے پس وہ رستم بھی ہو حاتم بھی ہے جالینوس بھی ہے افلاطوں بھی ہے چار شخصوں کا مظہر ہو کر پھر ایک ہی ہے۔

تم تو چار شخصوں کا مظہر اتم ہونے سے حیران ہو ہمارے نبی کریم صلعم جامع جمیع کمالات انبیاء تھے۔ پس آپ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے بروز تھے اور اتنے ہی نام رکھتے تھے۔

(۵) یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیوں نہ سب مذہبوں نے کہدیا ایک پیغمبر آنے والا ہے اور الگ الگ نام کی کیا ضرورت تھی؟ یا یہ کیوں نہ کہا کہ مثیل کرشن یا مثیل مسیح یا مثیل بدھ یا مثیل محمد آئیگا۔ سنو! مثیل ہونے سے دھوکہ لگ سکتا ہے کیونکہ مثیل بڑھکر بھی ہوتا ہے جیسے نبی کریم حضرت موسیٰ کے مثیل تھے اور اس سے بڑھکر۔ مثیل کم بھی ہوتا ہے مثیل برابر بھی ہوتا ہے پس بجائے مثیل کے اس نبی کا نام لے دیا۔ تا کامل مشابہت سمجھی جائے اور یہ سوال خود ہی ہو جائے کہ وہ نبی بھی ہوگا آپ خاتم النبیین اور لانبی بعدی کی وجہ سے جو غلطی بعض مسلمانوں کو لگنے والی تھی اسکا ازالہ بھی فرما دیا (۶) پھر اگر مثیل مسیح یا مثیل کرشن وغیرہ کہا جاتا تو اسکی صفات کے بیان میں دفتر کے دفتر لکھنے پڑتے کیونکہ جب مشابہت تامہ نہ تھی تو بعض صفات میں مظہر ہونا تھا۔ اب ان صفات کا ذکر ضروری ہو گیا پس آنیوالے کا وہی نام رکھدیا۔ تا نام لیتے ہی یہ ذہن میں آجائے کہ جو صفات کرشن یا مسیح یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ وہ سب آپ میں موجود تھیں۔

(۷) لوگ نمونہ کے طالب ہوتے ہیں نمونہ کے بغیر جو کسی کی شخصیت کا نقشہ ذہن میں جمایا جاتا ہے وہ اکثر غلط نکلتا ہے اسلئے اگلے نبیوں کا نام اسکا نام رکھدیا جاتا اس قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔ اسکے بارے میں نہ کوئی مومن غلو کرے نہ تفریط سے کام لے۔

(۸) مختلف طبائع کے لوگ اسی کے ہاتھ پر جمع ہو سکتے ہیں جس کے ساتھ انس و محبت رکھتے ہوں اب تمام مذاہب کو جمع کرنا مقصود تھا۔ تا لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی پوری ہو اب ہر مذہب والے اپنے اپنے نبی خاص سے خاص محبت رکھتے ہیں پس خدا نے اعلان کرایا کہ اے محمد کے شیدائیو آؤ محمد صلعم کے ہاتھ پر بیعت کرو اے مسیح کے شیدائیو! آؤ مسیح کے ہاتھ پر جمع ہو جاؤ اے کرشن کے شیدائیو! آؤ کرشن کے ہاتھ پر دین حق پر قائم ہو جاؤ۔ تو سب مسرت سے آگے بڑھینگے دیکھو ایک باپ کو خبر دی جائے تجھے بیٹا دیا جائیگا پھر اسے کہا جائے کہ تیرا فلاں مرا ہوا بیٹا تجھے پھر ملیگا تو اسے خوشی آخری فقرہ سے ہوگی اسی طرح ایک نبی کے آنے سے اتنے خوش نہیں ہو سکتے تھے جتنے اپنے نبیوں کے آنے سے اس طرح پر وہ خوشی خوشی یہ پیشگوئی سنائع کرتے رہے ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ پیشگوئیاں ہی محرف مبدل کر دیتے (۹) اس طرح پر تناسخ کا مسئلہ عملی طور سے باطل کر دیا اور سمجھایا کہ دوبارہ آنے سے مراد صفات کاملہ کا مظہر اتم بنکر آنا ہوتی ہے تناسخ مراد نہیں

(۱۰) خدا اپنے نبیوں کی عزت قائم رکھنا چاہتا ہے اگر کوئی کسی دوسرے نام سے امت کی اصلاح کے لئے ہی تو آئیں گو وہ ایک نقص ہو خصوصاً سید الرسل کی امت کی اصلاح تو خود حضور ہی کو کرنی چاہئے (۱۱) پھر آخری وجہ یہ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے۔ ایک منکر کے نزدیک یہ صرف زبانی دعویٰ ہو سکتا مگر خدا نے آپکے ایک غلام کو موسیٰ کی صفات کاملہ کا مظہر اتم بنا کر اور اسے عیسیٰ بنا کر بھیجدیا۔ تا رسول اللہ کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو۔ کہ دیکھو ایک موسیٰ ہو کر اسکا غلام ہو عیسیٰ ہو کر اسکا غلام ہے۔

اخیر میں یہ ذکر کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ چونکہ جلسہ کا انعقاد باہر تھا اسلئے ہمارے احمدی دوستوں کو وقت پیش آئی انہیں کئی تقریریں بھی سننی پڑیں ایک یہ شکایت بھی پیدا ہوئی کہ باہر سے آنے والے غیر احمدیوں کے مناسب جگہوں کا حاصل کرنا نہیں زیادہ رعایت پائی۔ مگر دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی جماعت کیلئے معمولی بات ہے ہاں یہ ضرور قابل رنج کہ عبادت ہے ہمیں بھی تجارت کی اجازت خدا نے دی ہے مگر یہ کہ چونکہ نصف سے زیادہ لوگ باہر تھے اسلئے ضروری تھا کہ دفتر محاسب کی ایک شاخ بورڈنگ ہائی سکول میں ہوتی جلسہ کی کارروائی کا وقت ۱۰ بجے ہوتا اور مغرب کے بعد لوگ بیٹھتے اسلئے کئی اصحاب کو چندہ جمع کرانیکا موقعہ ہی نہ ملا ڈھائی ہزار کے وعدے ہوئے اور ساڑھے چار ہزار نقد چندہ ہوا۔ ۳۰ ہزار قرض کے متعلق چونکہ پہلے انجمنوں کو اطلاع نہ دیگئی تھی اسلئے عین چندہ کے وقت بعض شہر کے احباب جو مختلف جگہ بیٹھے مشورہ کر کے بتا نہیں سکتے تھے کہ ہم تقرضہ میں کتنا دینگے یہی وجہ ہے کہ لاہور کی جماعت نے ہمیں موقعہ حصہ نہ لیا۔ چہارم یہ کہ پیغامی اڈہ بھی ایک قائم تھا اور وہ گوے اور تیر لیکر بعض پیغامی یہاں پہنچے تھے انہوں نے اپنا سائن بورڈ آریہ سماج کے پہلو بہ پہلو بازار میں لگایا۔ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کے طرز عمل کے مطابق آریہ سماج سمندر کے قریب اپنا ہیرا کیا۔ برادرم چوہدری بدرالدین صاحب درد خلنگ خانہ نے ان سے کہا کہ چلو ہماں ہم مکان دیتے ہیں کھانا وہاں کھاؤ اور اپنا کام بھی کرو مگر انہوں نے نہ مانا پھر چوہدری صاحب وہاں دو تین گھنٹے اسلئے کھڑے رہے کہ مختلف مذاق اور طبائع کے لوگ ہیں ایسا نہ ہو کوئی جھگڑا ہو جائے باقی انکے اشتہاروں اور ٹریکٹوں سے جو سلوک ہوا۔ اسکا نتیجہ یہ تھا کہ دوسرے روز ہی بورڈ اتار دیا گیا۔ چلو یہ ہمارے اختیار کی بات نہ تھی شیکسپیئر کہتا ہے ہے۔

[illegible] حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تجویز پیش ہو کہ اگلے سال کانفرنس اعلیٰ پیمانہ پر بعید طریق ہو ششم جلسہ میں کھانا کھلانیکا نہایت عمدہ انتظام تھا صبح ۹ بجے تک چار ہزار مہمان کر کھانا کھلانے سے فراغت ہو جاتی تھی اور سٹور میں ہر چیز مہیا تھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ دارالعلوم میں ایک دو وقت کچھ دقت پیش آئی جو رفع کر دیگئی تھی [illegible] کے دیہات سے زیادہ سے بیس آدمی اے ہوئے جناب ملک محمد الدین صاحب کا انتظام خوب تھا۔ ہفتم یہ جلسہ نو عرس

ثانی دوسری انجمنوں کے سالانہ جلسوں کی طرح یہی دھرا دیا جاتا ہے کہ پروگرام پہلے شائع نہیں ہوتا یہاں جمع ہونا خدا اور اسکے رسول کے حکم کے مطابق ہوتا اور باہم محبت بڑھانے اور برکات حاصل کرنیکے لئے ہے اور اصل صرف حضرت خلافتمآب کی تقریریں ہیں باقی کچھ تقریریں ہو گئیں تو بہتر ورنہ کوئی جمع نہیں تھا۔ جلسہ ہر سال روز رہا ہے احمدی بھائیوں کے [illegible] میرا حمدی بھی تھی بیعت بھی ہوتی ہیں ہمارے کچھ پرانے احباب بوجہ مرض یا سخت مجبوری اس جلسہ سالانہ ...